خاک کچھ بھی ترے کوچے کی جو ہوتی شامل — روح پھر قالبِ خاکی میں نہ مضطر ہوتی

روضۂ پاک کی خاک آنکھوں سے ملتا میں امیرؔ
کاش جاروب کشی واں کی میسر ہوتی

صبا بیشک آتی اُدھر ہی سے تو ہے — کہ مجھ میں مدینے کے پھولوں کی بو ہے
سُنیں ہم نے طوطی و بلبل کی باتیں — ترا تذکرہ ہے تری گفتگو ہے
جیوں تیرے در پر مروں تیرے در پر — یہی مجھ کو حسرت یہی آرزو ہے
جسے جس طرف آنکھ جلوہ ہے اُس کا — جو یکسو ہو دل تو وہی چار سو ہے
تری راہ میں خاک ہو جاؤں مر کر — یہی میری حرمت یہی آبرو ہے
زلیخا کو یوسفؑ کا نقشہ مبارک — کہ تصویرِ احمدؐ مرے روبرو ہے
مئے عشقِ حضرت سے ہوں مست مجھ کو — جو تسنیم ساغر تو کوثر سبو ہے
یہاں ہے ظہور اور وہاں نور تیرا — مکاں میں بھی تو لامکاں میں بھی تو ہے
شبِ قدر میں کیوں نہ مہکے زمانہ — کہ یہ سایۂ گیسوئے مشکبو ہے
ق
سوا تیرے جتنے حسیں ہیں جہاں میں — کوئی تند خو ہے کوئی جنگ جو ہے
نہیں کوئی بے عیب اس بوستاں میں — جو پھولوں کی بو ہے تو کانٹوں کی خو ہے
جو بے داغ لالہ جو بے خار گل ہے — وہ تو ہے وہ تو ہے وہ تو ہے وہ تو ہے

امیرؔ گنہگار کو کچھ نہیں ڈر
حمایت کو حیدرؑ شفاعت کو تو ہے

یا خدا جسم میں جب تک کہ مری جان رہے — تجھ پہ صدقے ترے محبوب پہ قربان رہے
دل وہی دل ہے کہ جس میں ترا دھیان رہے — جان وہ جان ہے جس میں ترا ارمان رہے
شامیانہ پر جبریلؑ کا ہو تربت پر — کشتۂ عشقِ محمدؐ کی یہ پہچان رہے
کوئی محشر میں نہیں پوچھنے والا شاہا — اس گنہگار سیہ کار کا بھی دھیان رہے

قامتِ سرورِ کونین کے کشتوں میں اُٹھوں
یا خدا ہاتھ مرے حشر کا میدان رہے

ریش و رخسارِ مبارک کا پتا ملتا ہے
آگے آنکھوں کے کھلا رحل پہ قرآن رہے

دین و دنیا میں جو پایا وہ وہیں سے پایا
ہم تو جس گھر میں رہے آپ کے مہمان رہے

ماعرفناک سے مقصود تھا یہ حضرت کا
بے خبر اپنی حقیقت سے نہ انسان رہے

امتحاں گاہِ والا میں نہ ہوں تیور میلے
وقت پر نوک رہے آن رہے شان رہے

ناامیدی سے بچانا مرے دل کو یارب
وصل ممکن نہیں تو وصل کا ارمان رہے

میں تری در کی گدائی سے رہوں مستغنی
شان مجھکو نہیں درکار مری آن رہے

آپ کے غم کو جتا نہ کھلاؤں کیونکر
شرم کی بات ہے فاقے سے یہ مہمان رہے

بے نیازی کی وہ درگاہ ہے طاعت کیسی
شان بندے کی یہی ہے کہ پشیمان رہے

ہم گنہ کر کے بھی شرمندہ نہیں کیا تھے وہ لوگ
کہ گنہ بھی نہ کیا اور پشیمان رہے

تو ہے کیا اور ترے اعمال ہیں کیا اے غافل
اُس کی رحمت کی عنایت کی طرف دھیان رہے

کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیرؔ
نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

لے کے جنت سے خبر بادِ بہاری آئی
اٹھو تعظیم کو حضرت کی سواری آئی

پردۂ رحم میں اے برقِ تجلی ہو ظہور
دور ہو ہو نے لگا اب مری باری آئی

واہ کیا شانِ کرم ہے جو مجھے دیا دمِ نزع
مسکراتی ہوئی تصویر تمہاری آئی

جسم سے جاں نکلتے ہی مدینے پہنچی
کام کچھ آئی تو حسرت ہی ہماری آئی

یادِ حضرت میں امیرؔ اشک بہائے میں نے
جب طبیعت طرفِ گریہ و زاری آئی

یوں مدینے سے نسیمِ سحری آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جس طرح پری آتی ہے

غش جو آجائے گا کس طرح میں دیکھونگا جمال
لیجیے جلد خبر سے بے خبری آتی ہے

ہائے وہ دن کہ تمنا میں وہاں تھے آنسو
اب بمشکل کبھی آنکھوں میں تری آتی ہے

اس تمنا میں کہ ہو خواب میں دیدار نصیب
نیند بے ساختہ آنکھوں میں بھری آتی ہے

چاند سورج سے یہ کہتا ہے دم نظارہ
کہ بتا تجھ کو بھی یہہ جلوہ گری آتی ہے

ایسی گردش نہیں آتی کہ مدینہ پہنچوں
اے فلک بس تجھے بیداد گری آتی ہے

کیسی محبوب ہے محبوبِ خدا کی رفتار
چال ایسی تجھے اے کبکِ دری آتی ہے

نعتِ رخسارِ مبارک کے صلہ میں مجھ کو
ڈالی فردوس کے پھولوں سے بھری آتی ہے

یادِ گیسوے مبارک میں جو سوتا ہوں امیرؔ
خواب میں شب کو نظر مجھ کو پری آتی ہے

بہار آئی ہے گل پھولے ہیں یا دل گھر کے آیا ہے
مدینے کا چمن اس وقت آنکھوں میں سمایا ہے

مدینے میں یہہ ہم نے صبح و شام آرام پایا ہے
کہ پریوں نے جگایا ہے تو حوروں نے سلایا ہے

حقیقت پوچھ لے مجھ سے کوئی فردوس و طوبیٰ کی
رخِ احمدؐ کا پرتو ہے قدِ احمدؐ کا سایا ہے

تجلی حسنِ یوسفؑ کی رخِ پرنور میں دیکھی
جو کانوں نے سنایا تھا وہ آنکھوں نے دکھایا ہے

بنے شمس و قمر لوح و قلم سب نور سے تیرے
خدا نے خاص اپنے نور سے تجھکو بنایا ہے

شبِ معراج جبریلِ امیںؑ نے یہہ کہا آکر
حضور اٹھیے شہنشاہِ دو عالم نے بلایا ہے

نہ مہکے کیوں غلافِ روضۂ پرنور کی خوشبو
اسے فردوس کے پھولوں میں حوروں نے بسایا ہے

مدینے ہو کے آئی ہے نسیمِ صبح تو شاید
کہ شادی کا ہر اک غنچے نے نقارہ بجایا ہے

ترا جلوہ نظر آیا تھا اک دن خواب میں اب تک
وہی آنکھوں میں پھرتا ہے وہی دل میں سمایا ہے

قدم رکھتا نہیں وہ ناز سے تختِ سلیماںؑ پر
ترے کوچے میں جس درویش نے بستر لگایا ہے

عرب سے تا عجم بجتا ہے ڈنکا دینِ احمد کا
اٹھا کر نقشِ کفر اسلام کا سکہ بٹھایا ہے

ملے گا ایک موتی کا محل فردوس میں اس کو
غمِ حضرت میں جس نے ایک بھی آنسو بہایا ہے

غمِ حضرت میں جو رویا وہ ہنستا خلد کو پہنچا
یہ وہ چھینٹا ہے جس نے نارِ دوزخ کو بجھایا ہے

امیر دردمند آیا ہے فریادی ترحم ہو
کہ اس کو درد نے اے عیسیٰ دوراں ستایا ہے

عجب بستی مدینہ ہے جہاں رحمت برستی ہے
زیارت کو ہماری روح مدت سے ترستی ہے

تصور میں ہے تصویر محمدؐ گرد پھرتے ہیں
ہماری بت پرستی درحقیقت حق پرستی ہے

پری کو حور کو کیا دیکھیں تیرے دیکھنے والے
کن آنکھوں میں یہ شوخی ہے کن آنکھوں میں یہ مستی ہے

مزہ ہے زندگی کا یاد محبوب الٰہی میں
جو غفلت میں بسر ہو موت سے بدتر وہ ہستی ہے

چلا چل بند آنکھیں شوق سے راہِ مدینہ میں
زمیں ہے صاف آئینہ بلندی ہے نہ پستی ہے

دو عالم کی حقیقت کیا ہے جنسِ عشق کے آگے
عجب نعمت ہے جس قیمت کو ہاتھ آجائے سستی ہے

محبِ ساقیِ کوثر کو کیا دھڑکا قیامت کا
جسے کہتے ہیں کوثر وہ مقامِ مے پرستی ہے

مدینے کو امیر اب ہند سے چل چونک اے غافل
یہ کیسی نیند سوتا ہے یہ کیسی تیری مستی ہے

غزل جو نعت میں کہتے ہیں ہم رسولوں کی
ہمارے شعر ہیں ڈالیاں ہیں پھولوں کی

حضور کے جو ہوا خواہ ہیں وہ جنت میں
ہوائیں کھائیں گے کیا ٹھنڈی ٹھنڈی جھولوں کی

یہ مشتِ خاک مدینے کے گرد پھر پھر کر
کروں نثار جو قسمت ملے بگولوں کی

دکھائیے گلِ رخسار دل ہرے ہو جائیں
بہت فسردہ طبیعت ہے ہم ملولوں کی

خضر ہے شوق مدینے کو جا ہی پہنچوں گا
چلے گی مجھ سے کچھ اس راہ میں نہ غولوں کی

گمان سایۂ رحمت ہوا مدینے میں
کہیں جو چھاؤں نظر آگئی ببولوں کی

مہک رہا ہے مدینے میں ہر گلی کوچہ
وہ بھینی بھینی ہے خوشبو یہاں کے پھولوں کی

انھیں پہ ختم ہیں مسکیں نوازیاں ساری
خبر وہ لیتے ہیں سب اندھے لنگڑے لولوں کی

امیر شافعِ محشر ہیں احمدِ مختارؐ
وہ بخشوائیں گے سب اُمتیں رسولوں کی

بوئے گیسوئے حبیبِ خدا کی سنگھا مجھے
عاشق ہوں چل اُڑاتی ہے کیا اے صبا مجھے

بالین پہ حضرت آئے ہیں تڑپا نہ اس قدر
اے دردِ دل سنبھلنے تو دے اِک ذرا مجھے

سمجھوں اگر مدینے کی خاکِ شفا ملے
عیسیٰ نے میرے درد کی بھیجی دوا مجھے

آئے لحد میں غش جو تجلی سے آپ کی
دامن سے اپنے حورِ جناں دے ہوا مجھے

یارب ترے حبیب کے در کا فقیر ہوں
محتاج کر کسی کا نہ اُس کے سوا مجھے

کب سے بھٹک رہا ہوں میں ہندوستان میں
اے خضرؑ اب مدینے کا رستہ بتا مجھے

لپٹوں غبار بن کے مدینے کے شوق میں
جاتا ہوا ملے جو کوئی قافلہ مجھے

وہ سامنے ہے روضۂ اقدس ہوا نمود
اے شوق اب تو سائے سے آگے بڑھا مجھے

منہ رکھ کے جالیوں پہ حرم کی میں سو گیا
جنت کی ان جھروکوں سے آئی ہوا مجھے

آ پہنچی ہے قریب سواری حضور کی
تھوڑی سی فرصت اور بھی دے اے قضا مجھے

ستار تری ذات ہے صدقہ حبیب کا
رسوا نہ کر ذلیل نہ کر اے خدا مجھے

اعضا نے بھی جواب دیا اے مرے کریم
اس وقت ہے کرم کا ترے آسرا مجھے

پھولے جو گل وہ پھول سا رخ یاد آگیا
تڑپی جو عندلیب تو تڑپا دیا مجھے

میں شیفتہ ہوں اور کرشموں کا اے امیرؔ
پریاں دکھائیں ناز نہ حوریں ادا مجھے

اللہ اللہ مدینہ جو قریب آتا ہے
خود بخود سر پئے تسلیم جھکا جاتا ہے

جو مدینے کی طرف جاتے ہیں انکو رضواں
دل میں دیتا ہے جگہ آنکھوں پہ بٹھلاتا ہے

اِک ذرا روضۂ پر نور کا مرتبہ دیکھو
عرش قندیل چڑھانے کے لیے لاتا ہے

واہ رے شوق جب آتا ہے زیارت کا خیال
دل تڑپ کر مرے پہلو سے نکل جاتا ہے

ہند سے کوئی کہیں جائے یہی کہتا ہوں
کہ مسافر یہ مدینے کی طرف جاتا ہے

اب تو ایسا کوئی ساماں الٰہی ہو جائے
ق
کہ مدینے کو چلوں جی مرا گھبراتا ہے

میں کہوں روضۂ پُر نور رہا کتنی دُور
ساتھ والے کہیں اب آتا ہے اب آتا ہے

دونوں بیتاب ہیں حضرت کی زیارت کیلیے
دل کو سمجھاتا ہوں میں دل مجھے سمجھاتا ہے

جلوہ فرما ہوں جو حضرت ابھی روشن ہو جائے
دم مرا تیرگیٔ قبر سے گھبراتا ہے

دل مرا کہتا ہے منہ کرکے مدینے کی طرف
اس طرف کوئی مجھے کھینچے لیے جاتا ہے

اس گنہگار کو محشر میں نہ بلوائیں حضور
روسیہ سامنے آتے ہوئے شرماتا ہے

کیوں نہ ہر روز تصور یہ ہوں میں اپنے نثار
تیری تصویر یہ شب بھر مجھے دکھلاتا ہے

ق میرے جینے نہیں اب صبر کی طاقت باقی
درد شانوں کا نہایت مجھے تڑپاتا ہے

کسی کروٹ کسی پہلو نہیں لیٹا جاتا
دن کو آرام نہ راتوں کو قرار آتا ہے

ضد ہے راحت سے اسے نیند کا یہ دشمن ہے
جب ذرا آنکھ جھپک جاتی ہے چونکاتا ہے

سب سے بدتر ہے **امیر** اس میں نہیں شک لیکن
لاج اس کی ہے ضرور آپ کا کہلاتا ہے

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے

کثرتِ جرم سے ایسا ہوں میں مجرم نادم
توبہ کرتے ہوئے بھی مجھکو حیا آتی ہے

شمع پر روضۂ اقدس کی جو گرتے ہیں پتنگ
پرِ جبریلؑ کی کانوں میں صدا آتی ہے

یاد جب آتی ہے حضرت کے تبسم کی شبیہ
حورِ عین پڑھتی ہوئی صلِ علیٰ آتی ہے

خاک چھانیں تو رہِ عشقِ نبی میں چھانیں
ذرے ذرے سے یہاں بوئے وفا آتی ہے

غمِ احمد میں مرے دل سے نکلتا ہے وہ دھواں
یا اُمنڈتی ہوئی قبلہ سے گھٹا آتی ہے

مردے جی اٹھتے ہیں عیسیٰ بھی تڑپ جاتے ہیں
بات جب تا لبِ اعجاز نما آتی ہے

روضۂ پاک میں سب ضبطِ نفس کرتے ہیں
اس گلستاں میں دبے پاؤں صبا آتی ہے

نامِ پاک آپ کا لیتی ہے جو فردوس میں حور
دوڑ کر چشمۂ کوثر میں نہا آتی ہے

آپ کے عشق میں مرنا بھی عجب دولت ہے
فادخلوا کی درِ جنت سے صدا آتی ہے

موت کو دیکھ کے کہتا ہے مدینے میں مریض
حور آتی ہے الٰہی کہ قضا آتی ہے
خونِ ناحق شہدا کا مجھے یاد آتا ہے
پس کے جب سامنے آنکھوں کے حنا آتی ہے
پردۂ برقِ تجلی ہے ضیائے رخِ پاک
ہوش موسیٰ کے سرِ طور اُڑا آتی ہے
شوقِ پابوس میں حضرت کے لہو روتی ہے
ہاتھ ملتی ہوئی گلشن میں حنا آتی ہے

جب میں جاتا ہوں تو اُس روضۂ اقدس پہ امیر
پھول دامن میں بھرے بادِ صبا آتی ہے

زہے رحمت کہ ختمِ انبیا کی آمد آمد ہے
حبیبِ خاص و محبوبِ خدا کی آمد آمد ہے
ملائک مژدہ دیتے ہیں گنہگاران اُمت کو
کہ خوش ہو شافعِ روزِ جزا کی آمد آمد ہے
زمانہ تیرہ و تاریک تھا اب روشنی ہوگی
مٹیں گی ظلمتیں شمعِ ہدیٰ کی آمد آمد ہے
بہار آئی گل پھولیں گے بلبل چہچہائیں گے
چمن میں دھوم ہے بادِ صبا کی آمد آمد ہے
بھٹکتے پھرتے تھے جو قافلے راتوں کو راہوں میں
اب اُن کے دن پھرینگے رہنما کی آمد آمد ہے
عدم کی راہ لیں کید و فساد و فتنہ و شر سے
یہاں خیر البشر خیر الورا کی آمد آمد ہے
یہ کیوں ہیں حسرتوں کے کارواں میں عید کی خوشیاں
الٰہی آج کس یوسف لقا کی آمد آمد ہے
زمین و آسماں سے متصل ہے نور کی بارش
جہاں روشن ہے نورِ کبریا کی آمد آمد ہے
ازل سے تا ابد ہو جائینگے حل جتنے ہیں عقدے
مبارک ہو شہِ عقدہ کشا کی آمد آمد ہے
یہ مہر و مہ ہیں جس کے فرشِ پا انداز کے ٹکڑے
اُسی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کی آمد آمد ہے
عبادت کے جماعت کے مزے اٹھیں گے جی بھر کر
کہ اہلِ اقتدا اس مقتدا کی آمد آمد ہے
ستم پامال ہوگا دَورِ عدل و داد آتا ہے
جفا جاتی ہے دنیا سے وفا کی آمد آمد ہے
کہو شوخی سے اب جا کر چھپے حوروں کی آنکھوں میں
کہ یاں ستر قدم شرم و حیا کی آمد آمد ہے
جو سنتے حضرتِ یوسفؑ بھی یہ مژدہ تو فرماتے
ہمارے دلنواز و دلربا کی آمد آمد ہے
ادب آواز دیتا ہے سنبھل بیٹھو سنبھل بیٹھو
کہ فخرِ اولیاء و انبیاء کی آمد آمد ہے

خدا دے لاکھ جانیں تو امیرؔ اُس دم کروں قرباں
مرے مولا مرے حاجت روا کی آمد آمد ہے

جو نگاہِ حضرتِ عالی مکاں سے گر پڑے
لاکھ سرکش ہو زمیں پر آسماں سے گر پڑے

اشک دامن پر گرا مژگانِ دشمن سے تو یوں
صحن میں جیسے کوئی بامِ مکاں سے گر پڑے

آئے جب دنیا میں حضرت دیر میں جتنے تھے بت
منہ کے بل سب خوفِ شاہِ انس و جاں سے گر پڑے

رعب سے میلاد کے جب کانپ اُٹھے نوشیرواں
کیوں نہ ایواں ہیبتِ شاہِ زماں سے گر پڑے

لطفِ حضرت نے یہ باندھی باغِ عالم میں ہوا
دوستداروں کے گنہ برگِ خزاں سے گر پڑے

جو پھرا آپ سے اُس کو کہاں رفعت نصیب
بام پر چڑھنے لگے تو نردباں سے گر پڑے

آنکھ اُٹھا کر بامِ عالی کو لگے جب دیکھنے
مہر کی دستار فرقِ آسماں سے گر پڑے

گنبدِ مرقد پہ چڑھنے کا کرے کیواں جو قصد
بام تک جائے نہ پائے درمیاں سے گر پڑے

آپ کی آمد جو ہو میداں میں چھلے یہ رعب
ق
گرز دستِ پہلوانِ سیستاں سے گر پڑے

مردمک آنکھوں سے دل سینے سے پہلو سے جگر
جان ہو تن سے جدا مغز استخواں سے گر پڑے

ہو نگاہِ قہرِ حضرت کی اگر اس کی طرف
تاجِ رفعت کیوں نہ فرقِ فرقداں سے گر پڑے

آپ کی رحلت کی پہنچی آسماں پر جب خبر
اشکِ ماتم دیدۂ روحانیاں سے گر پڑے

وحشیوں نے خاک پنجوں سے اُڑائی دشت میں
سارے طائر اپنے اپنے آشیاں سے گر پڑے

چھا گئی بالکل ریاضِ دہر میں افسردگی
خاک پر برگ و ثمر بادِ خزاں سے گر پڑے

تیرہ عالم ہو گیا آئے گہن میں مہر و ماہ
آنسوؤں کی طرح تارے آسماں سے گر پڑے

چاہیے ایامِ پیری میں خموشی اے امیرؔ
بات کیا لطف جب دنداں دہن سے گر پڑے

گلِ مہتاب ہے اُس رخ کا پتا ملتا ہے
بو تو کچھ بھی نہیں پر رنگ ذرا ملتا ہے

روضۂ پاک بھی رتبے میں نہیں عرش سے کم
جو پہنچتا ہے اُسے آبِ بقا ملتا ہے

زائروں کے لیے ہے جہد زیارت میں ثواب / مر بھی جائیں تو ثوابِ شہدا ملتا ہے
جذبِ حضرت کا پہنچتا ہے جو صحرا میں اثر / کاہ کو بھی اثرِ کاہ رُبا ملتا ہے
فخر ہم فقر کی کملی کو نہ کیونکر سمجھیں / سلسلہ تم سے کچھ اے اہلِ عبا ملتا ہے
ہر ورق میں کے دیوان کی ہے وصفِ رخِ پاک / پتے پتے سے گلستاں کا پتا ملتا ہے
چھانتے ہیں جو گدا خاک ترے کوچے کی / صورتِ خضر انہیں آبِ بقا ملتا ہے
اوجِ ہمت سے ہوا آپ پہ قرآں نازل / فکرِ عالی ہو تو مضموں نیا ملتا ہے

شوق ہے دل میں مدینے کی زیارت کا امیر
گھر سے بڑھ کر ہمیں غربت میں مزا ملتا ہے

اچھے حبیبِ کردگار میری طرف بھی دیکھیے / آنکھیں ہیں غم سے اشکبار میری طرف بھی دیکھیے
رحمتِ عالمین ہیں آپ شافعِ مذنبیں ہیں آپ / میں ہوں بڑا گناہگار میری طرف بھی دیکھیے
ہے نظر آپ کی شفا آپ کی آنکھ معجزہ / حال مرا بہت ہے زار میری طرف بھی دیکھیے
شافعِ عاصیاں حضور عفو مرے بھی ہوں قصور / ہوں میں گنہ سے شرمسار میری طرف بھی دیکھیے
پیش ہیں مشکلیں بڑی منزلِ گور ہے کڑی / سخت ہے وقتِ احتضار میری طرف بھی دیکھیے
سینہ ہے غم سے اشکبار داغ میں ہیں عجب بہار / خوں سے آنکھیں لالہ زار میری طرف بھی دیکھیے
نزع ہے اور بے بسی قبر ہے اور بے کسی / یار نہ کوئی غمگسار میری طرف بھی دیکھیے
حشر میں ہوگی بھیڑ بھاڑ سر پہ گناہوں کا پہاڑ / عرض کروں گا بار بار میری طرف بھی دیکھیے
دیکھنے والے آپکے لوٹ رہے ہیں پرے / چار طرف ہے یہ پکار میری طرف بھی دیکھیے
لالہ و گل ہیں داغِ عشق زخموں سے پھول ہے باغِ عشق / اشکِ رواں ہیں آبشار میری طرف بھی دیکھیے
سر وہیں ہاتھ پاؤں سب دل کو کمال ہے تعب / آنکھوں میں اب ہے جانِ زار میری طرف بھی دیکھیے
خلق نے مجھ سے پھیر لی آنکھ نیچی ہو کیوں تری آنکھ / اپنی نظر میں بھی ہوں خوار میری طرف بھی دیکھیے
تھوڑے سے جن کے تھے گناہ اُن کو تو مل گئی پناہ / جرم ہیں میرے بے شمار میری طرف بھی دیکھیے

بگڑے ہوئے سنور گئے ڈوبتے پار اتر گئے
میری بھی کشتی اب ہو پار میری طرف بھی دیکھیے

چشمِ کرم ہے خلق پر اب تو ادھر بھی اک نظر
میں ہوں پیادہ سب سوار میری طرف بھی دیکھیے

سینہ ہے داغوں سے چمن خون سے تر ہے پیرہن
رنگ پہ ہے مری بہار میری طرف بھی دیکھیے

پہنچی نگہ جو سوئے دل بولی یہ جانِ مضمحل
میں بھی بہت ہوں بیقرار میری طرف بھی دیکھیے

مظہرِ حسنِ ذوالجلال پھولوں کو دیکھکر نہال
چیخ رہی ہے یہ ہزار میری طرف بھی دیکھیے

جو ہیں فدا حضور پر اُن پہ ہے لطف کی نظر
میں بھی ہوں ایک جاں نثار میری طرف بھی دیکھیے

اے شہِ ختمِ مرسلیں آنکھیں سفید ہو گئیں
کب سے ہوں محوِ انتظار میری طرف بھی دیکھیے

سنیے امیر کی ذرا کہتا ہے چپکے چپکے کیا
میں ہوں غریب اُمیدوار میری طرف بھی دیکھیے

یوں تو حسن ابرو میں ہے مژگاں میں ہے گیسو میں ہے
حسن کا اعجاز لیکن نرگسِ جادو میں ہے

ہجرِ حضرت میں یہ کافی ہے مری تسکین کو
آپ کی تصویر دل میں دل مرے پہلو میں ہے

واہ رے خلقِ نبی بالوں میں بھی ہے بل جبل
ہے یہی تو وجہ جو پیوستگی ابرو میں ہے

دیکھ لیں رونا اگر میرا دکھا دیں وہ جمال
حسرتِ دیدارِ حضرت میرے ہر آنسو میں ہے

بال بھی بیکا نہ ہوگا دشمنوں سے آپ کا
جوشنِ حفظِ الٰہی آپ کے بازو میں ہے

عرش کے موتی بچھے جاتے ہیں ٹپتی ہے جو چھوٹ
کیا چمک شیدائیانِ خاص کے آنسو میں ہے

عطر ہو گلہائے جنت کا کہ مشکِ زلفِ حور
بڑھ کے اِن سب سے پسینا آپکا خوشبو میں ہے

آپ ہی تسکین دیں میری تو دل تھمتا نہیں
میرے کہنے میں نہیں یہ آپ کے قابو میں ہے

کہتی ہیں پریاں بلائیں لیکے اِک اِک بال کی
ہائے کیا دلکش اثر ان بالوں کی خوشبو میں ہے

گلشنِ فردوس میں سنبل سے کہتا ہے یہ گل
سایۂ عارض میں میں تو سایۂ گیسو میں ہے

آپ کے شیدائیوں کی آنکھ میں طوبیٰ ہے کیا
اِک وہ بھی عاشقانِ قامتِ دلجو میں ہے

دیکھتی ہے کس ادا سے آکے منہ اس میں حیا
کیا صفائی کیا چمک آئینۂ زانو میں ہے

کشتیِ اعمالِ اُمت دیکھتے ہی مٹ گئی
آپ ہو یا تم ہو دونوں میں تکلف کے خطاب
دھیان رہتا ہے اُسی کا یاد رہتا ہے وہی
نرگسی آنکھوں کا تیری یہہ رسیلا پن کہاں
زلف نے حور و پری کی یہ مہک پائی کہاں

اللہ اللہ کیا اثرِ حُسنِ رخِ نیکو میں ہے
مشرب عشاق میں تو جو مزہ ہے تو میں ہے
بڑھ کے سب کردے لذت مجکو ذکر ہُو میں ہے
اِک فقط شوخی ہی شوخی دیدۂ آہو میں ہے
بھینی بھینی ہائے کیا خوشبو ترے گیسو میں ہے

کیوں تڑپتا ہے نہ سنکر عاشقِ قد ہے امیرؔ
دُھرے پہل کا نیشتر قمری تری کوکو میں ہے

خوبانِ عالم کی تجھے خالق نے وی ہے افسری
اے کلکِ صورت آفریں صد آفریں صد آفریں
جن و بشر تسخیر ہیں سب صورتِ تصویر ہیں
حُسنِ خداداد آپ کا ہر حُسن پر بالا ہوا
دنیا میں جتنے ہیں حسیں وہ سب ہیں تیرے خوشہ چیں
اللہ رے حُسنِ جانفزا جسپر خدا شیدا ہوا
معراج میں سب انبیا تھے مقتدی تو مقتدا
اللہ رے شانِ مصطفےٰ مجرے کو تھم آتا ہوا
شیدا اے ختم المرسلیں کہتے ہیں وقتِ واپسیں
اونچی ہے شاخِ آشیاں اور طائرِ دل ناتواں
تم شکل دکھلاتے نہیں آنسو بھی اب آتے نہیں
یا رحمۃ للعالمیں غیرت سے آنکھ اُٹھتی نہیں
مجھ پر ترحم کیجیے کوثر کے چھینٹے دیجیے
دل میں ہے وسعت اسقدر بارہ اماموں کا ہے گھر

گالوں پہ غش ہے حورِ عیں بالوں پہ صدقے ہے پری
اس بانکپن اس نوک کی دیکھی نہیں صورتگری
مازاغ کے سرمے سے ہیں آنکھیں تری شوخی بھری
قرباں ہیں شمس و قمر صدقے ہیں زہرہ مشتری
پریوں نے کیا حوروں نے بھی دیکھی ہے تجھسے دلبری
ایسا کھرا یہ مال تھا مالک ہوا خود مشتری
اے شاہِ دیں کس کو ملی اس شان کی پیغمبری
ہر صبح روضے کی طرف آتا ہے مہرِ خاوری
ہو اب تو اے جانِ جہاں اے جانکنی سے جانبری
قابل ترس کھانے کے ہے بے کس کی بے بال و پری
جب آگ ہو دلمیں بھری کیونکہ ہو آنکھوں میں تری
گٹھری گناہوں کی مرے سر پر ہے محشر میں دھری
ہو جائے یہ اعمال کی سوکھی ہوئی کھیتی ہری
کیا پُر فضا کیا دلکشا ہے واہ یہہ بارہ دری

اے اہلِ بیت مصطفےٰ اے چاریارِ باصفا
ناچار اُمیرِ بے نوا ہے قابلِ چارہ گری

دو عالم کے سرتاج اللہ والے
مجھے اب تو قدموں میں اپنے بلالے

یہ عالم ہے داغِ جدائی سے دل کا
پڑے ہیں مجھے اپنے جینے کے لالے

کھٹک سی کھٹک ہے تپک سی تپک ہے
زباں پر ہیں کانٹے جگر میں ہیں چھالے

جفاکار دنیا جفا جو زمانہ
پڑا ہوں میں دو بیوفاؤں کے پالے

یتیموں کے وارث غریبوں کے والی
میں بے بس ہوں بیکس ہوں مجھکو بچالے

کہیں مجھکو ٹھنڈا نہ کردیں جلاکر
مری سرد آہیں مرے گرم نالے

لحد کی اندھیری نے گھیرا ہے مجھکو
سوا تیرے کون اس مصیبت کو ٹالے

نکیرین آنکھیں دکھانے نہ پائیں
مجھے آکے دامن میں اپنے چھپالے

کرے کوئی فریاد کس سے تمہیں ہو
مصیبت زدوں پر ترس کھانیوالے

دھڑکتا ہے دل ہجر کی دشمنی سے
یہ ہے درد ایسا نہ ہو مار ڈالے

مری جان نکلے تو قدموں پہ تیرے
خدا یہ بھی ارماں میرا نکالے

نکلتے تھے تنہا بھی حضرت جو گھر سے
ملک ساتھ چلتے تھے دامن سنبھالے

کہیں دفن ہوں عاشقانِ محمدؐ
مگر سب مدینے کو ہیں جانیوالے

رخ و زلف کا سایہ رہتا ہے سر پر
نکلتا ہوں جب میں اندھیرے اُجالے

پئے خارِ صحرائے یثرب چلے ہیں
بھری چھاگلیں لیکے پاؤں کے چھالے

رسولِ خدا سے جدائی ہے آفت
خدایا یہ مصیبت کسی پر نہ ڈالے

کہے نعت کے شعر صد چاک دل سے
عجب لعل گدڑی سے ہمنے نکالے

مسلسل ہیں مضمونِ دندانِ حضرت
مرے شعر سب موتیونکے ہیں مالے

رسولِ خدا کا میں اک اُمتی ہوں
مرے کام سب ہیں خدا کے حوالے

کرم ساقیِ کوثر اُمت کے پیاسے
لب کوثر آئے زبانیں نکالے

مری روح نکلے بدن سے تو حوریں
کھڑی ہوں درِ خلد پر منھ نکالے

جدائی کے صدمے ضعیفی کا عالم
کہاں تک امیر اپنے دل کو سنبھالے

حشر میں اُمت جو آئی آپ کی
ہر زباں پر تھی دُہائی آپ کی

وصل اگر ممکن نہیں تو ہو وصال
اب نہیں اُٹھتی جدائی آپ کی

میں جدھر چلتا ہوں ہو لیتی ہے ساتھ
خضر بنکر رہنمائی آپ کی

خلد میں دلوائیے مجکو مکاں
لامکاں تک ہے رسائی آپ کی

زہد و تقوی پر بھروسا خلق کو
مجکو کافی آشنائی آپ کی

حلم تھا حضرت کی گھٹی میں پڑا
تھیں حلیمہ نام دائی آپ کی

اِک جھلک پر دین و دنیا سب نثار
دونوں عالم رُو نمائی آپ کی

شوق نے برسوں مجھے تڑپا لیا
تب کہیں صورت دکھائی آپ کی

حور بنکر روح نکلی جسم سے
نزع میں جب یاد آئی آپ کی

سونگھنے والے جو پڑھتے ہیں درود
بو کہاں پھولوں نے پائی آپ کی

ساری اُمت ہوگئی اُن سے نہال
کام آئی کیا کمائی آپ کی

موتی اشکوں کے کیے اُسنے نثار
جس کے دل میں یاد آئی آپ کی

بند آسانی کا دروازہ ہے کیوں
کھول دے مشکل کشائی آپ کی

کچھہی اُمت نہیں ہے جاں نثار
ساری خلقت ہے فدائی آپ کی

لاکھ جانیں اِس ادا پر ہوں نثار
دلدہی ہے دلربائی آپ کی

کیا کرے گا دولت کونین امیر
بادشاہی ہے گدائی آپ کی

شانِ اللہ کی ہے شانِ رسولِ عربیؐ
کیوں خدائی نہ ہو قربانِ رسولِ عربی

ذاتِ اقدس ہی تو ہے باعثِ ایجادِ جہاں
ساری مخلوق ہے مہمانِ رسولِ عربی

چاند سورج بھی رواں رہتے ہیں روضے کی طرف
کس کے دل میں نہیں ارمانِ رسولِ عربی

چترِ رحمت کی طرح حشر میں ہیں سایہ فگن
کس کے سر پر نہیں احسانِ رسولِ عربی

دونوں عالم ہیں حسینؓ اور حسنؓ سے خوشبو
خوب مہکے گلِ ریحانِ رسولِ عربی

اہلِ محشر سے مجھے دیکھ کے بولے یہ ملک
اُٹھو آتا ہے ثناخوانِ رسولِ عربی

لختِ دل ذاتِ حسنؓ لختِ جگر ذاتِ حسینؓ
حضرتِ فاطمہؓ ہیں جانِ رسولِ عربی

حشر میں شہرۂ آفاق نہ ہوتے کیونکر
آن یوسفؑ کی تھی اک شانِ رسولِ عربی

کیوں نہ دن رات مدینے میں ہو حور و ملک کا ہجوم
دیکھنے آتی ہیں سب آنِ رسولِ عربی

خلق سمجھی ہے جسے سایۂ ابرِ رحمت
ہے وہ اک گوشۂ دامانِ رسولِ عربی

مہر و مہ ارض و سما جن و بشر حور و ملک
ہیں یہ سب تابعِ فرمانِ رسولِ عربی

ہو کسی شعر میں گر خونِ جگر کی رنگت
کوئی تحفہ تو ہو شایانِ رسولِ عربی

دم گھٹا جاتا ہے اب ہجر کی تاریکی میں
اک جھلک اے رُخِ تابانِ رسولِ عربی

جب کھلا پھول کوئی باغِ جہاں میں تو مجھے
یاد آئے لبِ خندانِ رسولِ عربی

واہ کیا نوکِ پلک ہے کہ جب آئی دل میں
رگِ جاں بن گئی مژگانِ رسولِ عربی

آب و تاب اور بڑھی جنگِ اُحد میں اُن کی
دُرِ غلطاں ہوئے دندانِ رسولِ عربی

نعرہ یا ساقیِ کوثر کا جہاں سنتے ہیں
لوٹنے لگتے ہیں مستانِ رسولِ عربی

حشر میں نامۂ اعمال ہوں جس دم تقسیم
ہو مرے ہاتھ میں دامانِ رسولِ عربی

آسرا ہے مجھے محشر کا تو اتنا ہے امیرؔ
کہ میں ہوں دل سے ثناخوانِ رسولِ عربی

حلقے میں رسولوں کے وہ ماہِ مدنی ہے
کیا چاند کی تنویر ستاروں میں چھپی ہے

کہدے مرے عیسیٰ سے مدینے میں یہ کوئی
اب جان پہ بیمارِ محبت کی بنی ہے

محبوب کو بے دیکھے ہوئے لوٹ رہے ہیں
عشاق ہیں کیا رنگِ اویسِ قرنی ہے

گھر سے کہیں اچھا ہے مدینے کا مسافر
یاں صبحِ وطن شامِ غریب الوطنی ہے

معراج میں حوروں نے جو دیکھا تو یہ بولیں
کس نوکِ پلک کا یہ جوانِ مدنی ہے

اِک عمر سے جلتا ہے مگر جل نہیں چکتا
کس شمع کا پروانہ اویسِ قرنی ہے

عشاق سے پوچھے نہ گئے حشر میں اعمال
کیا بگڑی ہوئی بات محبت سے بنی ہے

یادِ احمدِ مختار کی ہے کعبۂ دل میں
مکے میں عیاں جلوۂ ماہِ مدنی ہے

کس شوق سے جاتے ہیں مدینے کے مسافر
محبوبِ وطن سے کہیں یہ بے وطنی ہے

کہتا ہے مسافر سے یہ ہر نخلِ مدینہ
آرام ذرا لے لو یہاں چھاؤں گھنی ہے

یہ بھی ہے تری آنکھ ہی کی دیکھنے والی
حسرت سے بھری چشمِ غزالِ ختنی ہے

آغوشِ تصور میں بھی آنا نہیں ممکن
حوروں سے بھی بڑھ کر تری نازک بدنی ہے

اللہ کے محبوب سے ہے عشق کا دعویٰ
بندوں کا بھی کیا حوصلہ اللہ غنی ہے

کیوں شمع نے روضے میں پتنگوں کو جلایا
گلگیر سے کہہ دو کہ یہ گردن زدنی ہے

جو داغ ہے دل میں وہ مدینے کا ہے اک پھول
جو سانس ہے میری وہ نسیمِ مدنی ہے

آنکھوں سے ٹپکتا ہے مری رنگِ اویسیؒ
جو لختِ جگر ہے وہ عقیقِ یمنی ہے

میں اُس کے غلاموں میں ہوں جو سب کا ہے آقا
سردارِ رسل سیدِ مکی مدنی ہے

اعدا نے جہاں مانگی اماں رک گئی چلکر
شمشیرِ حسینی میں بھی خلقِ حسنی ہے

ہر دل میں ہے محبوبِ الٰہی کی تجلی
ہر آئینے میں عکسِ جمالِ مدنی ہے

مقتل ہے چمن نعش پہ حوروں کا ہے مجمع
کیا رنگ میں ڈوبی مری خونیں کفنی ہے

پہنچی ہیں کہاں آہیں اویسِ قرنیؒ کی
باغوں میں مدینے کے ہوائے یمنی ہے

کچھ مدح پڑھوں روضۂ پرنور پہ چلکر

یہہ بات امیر اب تو مرے دل میں ٹھنی ہے

بدن پر خاکِ پا جب سے ملی ہے
مری رگ رگ مدینے کی گلی ہے

کھنچی جب سے تری تصویرِ مژگاں
چھری عشاق کے دل پر چلی ہے

پسِ مردن مدینے کو گئی روح
یہہ ڈالی ٹوٹ کر پھولی پھلی ہے

عجب لیلےٰ ہے تیری زلفِ شبگوں
کہ مجنوں کیا ہے لیلیٰ باولی ہے

وہ درپردہ مرا دل ہے نہیں شمع
ترے روضہ میں جو شب بھر جلی ہے

شہادت گاہِ الفت سے مری جان
دلہن بنکر مدینے کو چلی ہے

تری ہی بو مجھے آئی ہے اُس سے
کلی جب کوئی چٹکی میں ملی ہے

چمک دیکھی ہے جب سے وردِ دل کی
تو کیا کیا رشک سے بجلی جلی ہے

دلِ شیدائے احمد ہی تو ہے دل
یہی تو اِس چمن میں اک کلی ہے

بہارِ بوستانِ ہر دو عالم
مدینے کے چمن کی اک کلی ہے

پسند آنا خدا کو حسنِ احمد
نہالِ عشق کی پہلی کلی ہے

جبینِ ماہ میں ہے یہہ چمک کیوں
وہ خاکِ آستاں شاید ملی ہے

لبِ شیریں حضرت کا جو ہے ذکر
مرا ہر شعر مصری کی ڈلی ہے

عجب معشوق ہے شمشیرِ حضرت
کہ منہہ ہی خونِ اعدا کی ملی ہے

امیر اشعارِ نعت اور ایسے رنگیں
غزل یہہ خوب ہی پھولی پھلی ہے

تری ناز بردار ہر نازنیں ہے
پری تجھ پہ صدقے فدا حورِ عیں ہے

مصور کو تیرے ہزار آفریں ہے
کہ تصویر بھی تیری ناز آفریں ہے

جو دنیا کے پردے پہ خلدِ بریں ہے
تو مکے مدینے کی وہ سرزمیں ہے

ازل سے جو محبوبِ حسن آفریں ہے
اُسے کیا کہے کوئی کیسا حسیں ہے

تری نذر کو اور یاں کچھ نہیں ہے | دلِ غمزدہ ہے کہ جانِ حزیں ہے

بہت سر کو ٹکرا چکا ہر طرف مین | اب اُس کا ہے در اور میری جبیں ہے

کھلا پھول شبو کا تو دل نے پوچھا | یہ کس گل کی نکلی ہوئی آستیں ہے

حرم میں ہوں یا دیر میں موج جہاں ہوں | اُسی آستانے پہ میری جبیں ہے

کیا کیا نہال اشکِ خونیں نے مجکو | بھری پھولوں سے جیب اور آستیں ہے

ہماری نظر میں تو یہہ چاند سورج | وہی مہر طلعت وہی مہ جبیں ہے

یہ کس کے درِ فیض پر جبہہ سا ہوں | کہ اب لوحِ محفوظ میری جبیں ہے

زہے شانِ دیوانگانِ محمدؐ | گریباں ہے ٹکڑے پھٹی آستیں ہے

اُدھر رقص کرتا ہے اُس در پہ مجارہ | اِدھر اپنی قسمت پہ نازاں جبیں ہے

ستارے ہوے نور سے جس کے پیدا | خدا جانے وہ ماہ کیسا حسیں ہے

قیامت میں کام آئی کیا جبہہ سائی | ستارہ سی کیسی چمکتی جبیں ہے

نہیں پاس کے وقت کوئی سہارا | فقط آس تیری دمِ واپسیں ہے

دمِ نزع پھر جاتی ہیں پتلیاں تک | بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہے

کلیجے میں کفار کے تیرتی ہے | غضب کی چھُری تیری چین جبیں ہے

خدا کی ہے قدرت مزارِ مقدس | اِسی گھر میں خورشید سایہ نشیں ہے

وہاں اب ہاں ہی ہاں ہے فقیروں سے اپنے | نہیں کا کہیں تذکرہ تک نہیں ہے

مدینے کی دلچسپیاں کچھ نہ پوچھو | مکاں دلکشا ہے مکیں دلنشیں ہے

نہیں خوف ابلیس کی شیطنت کا | ترے نام کا وردِ حصنِ حصیں ہے

بلائیں تری زلف کی لوں کہ رخ کی | یہاں ایک سے ایک بڑھ کر حسیں ہے

بھرا ہے تری حسرتوں سے مرا دل | سوا تیرے اِس گھر میں کوئی نہیں ہے

مین ہر چند ہوں زشتِ اعمال لیکن | گنہگار جس کا ہوں وہ تو حسین ہے

کسی گوشے میں وہ مدینے کے ہو گا — بغل میں مری اب مرا دل نہیں ہے
ترے در کے خادم ہیں حلقے میں غلماں — ترے گھر کی باندی ہے جو حورِ عین ہے
تجھے دیکھ کر کہتے ہیں ماہِ کنعاں — عجب شان کا یہ جوانِ حسین ہے

امیر اب ہو ذکرِ خدا و محمد
وہ کہفِ متیں ہے یہ حصنِ حصیں ہے

آنکھوں میں ہے اب جانِ مضطر مرے احمد پیارے میں صدقے — دیدار کے ترسوں کی ہو نظر اے احمد پیارے میں صدقے
ہے کون جو تم پر لوٹ نہیں کس دل پہ نگہ کی چوٹ نہیں — اک ہو موم کی ہے یہ گھر گھر مرے احمد پیارے میں صدقے
تم ابرِ کرم میں تشنہ جگر ہے پیاس سے دم اب ہونٹوں پر — آنسو بھی نہیں جو آنکھ ہو تر احمد پیارے میں صدقے
جو سانس ہے اس میں جھٹکا ہے سینے میں اب دم اٹکا ہے — بس ایک نگہ بس ایک نظر اے احمد پیارے میں صدقے
ہے ضعف کا میرے یہ عالم دشوار ہے چلنا چار قدم — پہنچوں گا مدینے تک کیونکر مرے احمد پیارے میں صدقے
جتنے تھے اعزہ چھوٹ گئے پرواز ہو کیا پر ٹوٹ گئے — اب دل ہے شکستہ خستہ جگر مرے احمد پیارے میں صدقے
طاعت پہ کسیکو غرہ ہے تقوے کا کسی کو دعویٰ ہے — مجھکو تو بھروسا ہے تم پر مرے احمد پیارے میں صدقے
ساتھی ہیں نہیں کوئی ملے مرا طاقت نے بھی صاف جواب دیا — منزل ہے کڑی مشکل ہے سفر مرے احمد پیارے میں صدقے
اب آنکھ اٹھاتا ہوں جس جا ہے یاس کی صورت پیش نظر — کوئی نہیں لیتا میری خبر مرے احمد پیارے میں صدقے
تقصیر اپنی نادم ہوں مخدوم ہو تم میں خادم ہوں — ہو پرورش اے بندہ پرور مرے احمد پیارے میں صدقے
دکھ سن لو ذرا دکھیاری کا اس درد و الم کی ماری کا — بے کس ہے مری جانِ مضطر مرے احمد پیارے میں صدقے
دیدار کا شربت پلوا دو جامِ کوثر اب چھلکا دو — پیاسا ہوں بہت میں تشنہ جگر مرے احمد پیارے میں صدقے
اپنی ہی گلی میں رہنے دو گردش کے نہ صدمے سہنے دو — پھرواؤ نہ اب مجھکو دربدر مرے احمد پیارے میں صدقے
قبلہ ہے یہی کعبہ ہے یہی ملجا ہے یہی ماوا ہے یہی — ہے اب تو یہ در اور میرا سر مرے احمد پیارے میں صدقے
امت کے غم کھانے والے بیڑا پار لگانے والے — تم بھولے بھٹکوں کے رہبر مرے احمد پیارے میں صدقے
یاں کوئی نہیں میرا پرساں ہیں کس سے مدد کا ہوں خواہاں — لو میری خبر روزِ محشر مرے احمد پیارے میں صدقے

دم نکلے تمہاری چوکھٹ پر یہ جی میں ہے سو دُوں تا محشر
فردوس کے در پر ہو بستر مرے احمد پیارے میں صدقے

نکلیں جو دعائیں دل سے مرے پہنچائیں فرشتے پاس ترے
چمٹا لے انہیں آغوشِ اثر مرے احمد پیارے میں صدقے

پھیلے دامن تو تب آگے ہاتھوں سے ترے قسمت جاگے
اوروں کا نہوں میں دستِ نگر مرے احمد پیارے میں صدقے

مداح میں دل سے تیرا ہوں مدحت کا صلہ کس سے چاہوں
اعزاز بڑا ہا خلعت دیگر مرے احمد پیارے میں صدقے

چھوٹی ہو مصیبت خواہ بڑی آئے نہ امیر پہ کوئی کڑی
بہر اصغر بہر اکبر مرے احمد پیارے میں صدقے

روشِ باغِ جناں کی کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
مجھے تو یہ مدینے کی گلی معلوم ہوتی ہے

تصور میں وہ صورت کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
کوئی تصویر سانچے کی ڈھلی معلوم ہوتی ہے

ملا کر دیکھتا ہوں جب تمہارے روئے روشن سے
تو صورت چاند کی بھی سانولی معلوم ہوتی ہے

جہاں دل لوٹتا ہے دردِ سر باقی نہیں رہتا
زمینِ روضے کی ساری صندلی معلوم ہوتی ہے

ملی یہ صبر میں لذت کہ ہر تلخی ہے شیریں بھی
بری بھی اب مرے دل کو بھلی معلوم ہوتی ہے

مدینے کی فضا کے سامنے وسعت دو عالم کی
بہت ہی تنگ و تاریک اک گلی معلوم ہوتی ہے

مدینے کے پہنچنے پر بہارِ آرزو دیکھو
یہ ڈالی آج کیا پھولی پھلی معلوم ہوتی ہے

بہارِ دہر دو عالم اُس گلِ رخسار کے آگے
مری آنکھوں میں چھوٹی سی کلی معلوم ہوتی ہے

ولا ایسی ہے غالب جب کسی کی بات سنتا ہوں
مرے کانوں کو آوازِ علیؑ معلوم ہوتی ہے

رہِ عشقِ نبی میں چل کے آگے دیکھنا وسعت
یہ پہلے یوں ہی چھوٹی سی گلی معلوم ہوتی ہے

زہے حبِ علیؑ ہر باغ میں مجکو ہر اک پتی
خطِ گلزار میں نادِ علیؑ معلوم ہوتی ہے

خیالِ عارضِ گلرنگ میں ہر ایک پگڈنڈی
سفر میں پھول والوں کی گلی معلوم ہوتی ہے

امیر اس حسن کی کلیاں ہیں شاخِ نخلِ یثرب میں
گلے میں حور کے چمپا کلی معلوم ہوتی ہے

یہ دنیا میں غفلت ہوئی ہوتے ہوتے
کہ دن عمر کا ڈھل گیا سوتے سوتے

زمانے بقا کا تماشا دکھایا
اُسے پا گئے آپ کو کھوتے کھوتے
جگانے میں کی شورِ محشر نے جلدی
لگی تھی ذرا آنکھ ابھی روتے روتے
سیاہی گناہوں کی دل سے نہ چھوٹی
تھکے دیدۂ تر مرے دھوتے دھوتے
ریاضت کا ملتا ہے دنیا میں بھی پھل
یہ کھیتی اُبھر آتی ہے بوتے بوتے
تڑپنے کا بسمل تماشا دکھاتے
گھڑی بھر وہ ہمیں اگر ہوتے ہوتے

سُلا دیتی ہے ہائے پھر مجھکو قسمت
امیرؔ آنکھ کھلتی ہے جب سوتے سوتے

کشتی مری تباہ ہے پار اے خدا لگے
ایسی ہوا چلے کہ مدینے کو جا لگے
میں گھل رہا ہوں دردِ محبت سے رات دن
کوئی دوا لگے نہ بدن کو غذا لگے
ڈرتا ہوں میں زمیں مدینے کی چوم کر
ایسا نہ ہو کہ یہ بھی فلک کو بُرا لگے
ہو عرش پر دماغ مری خاک کا حضور
دامن کی آپ کے جو ذرا بھی ہوا لگے
اے دلِ شبِ فراق سے روزِ وصال ڈر
ایسا نہ ہو کہ یہ ترے پیچھے بلا لگے
حضرت جدھر نکلتے تھے غل کرتے تھے فقیر
ہم بیکسوں غریبوں کی تم کو دُعا لگے

لے جا سلام امیرؔ کا روضے پہ شاہ کے
لیکن زمیں پر نہ قدم اے صبا لگے

خاص حبیبِ ذوالجلال مری خبر بھی لیجیے
میں بھی ہوں عاشقِ جمال مری خبر بھی لیجیے
آنکھیں ہیں آنسوؤں سے تر رنگ ہے فق تو شق جگر
دیکھیے کیا مرا ہے حال مری خبر بھی لیجیے
ہوں میں گناہوں سے خجل اپنے کیے پہ منفعل
تر ہے عرق سے بال بال مری خبر بھی لیجیے
آپ ہی کا گدا ہوں میں آپ ہی پر فدا ہوں میں
آپ ہی سے ہے یہ سوال مری خبر بھی لیجیے
دل ہے بہت ہی بیقرار شاق ہے اب تو انتظار
ایک گھڑی ہے ایک سال مری خبر بھی لیجیے
سیکڑوں ہیں تعلقات ملتی نہیں رہِ نجات
چار طرف بچھے ہیں جال مری خبر بھی لیجیے

خشک ہے شاخِ آرزو رنگ ہے اس میں اب نہ بو
مجکو بھی کیجیے نہال میری خبر بھی لیجیے

آپ ہی چارہ ساز ہیں آپ ہی دلنواز ہیں
آپ کو سب کا ہے خیال میری خبر بھی لیجیے

جتنے ہیں رنج و غم سے چور سب کے ہیں چارہ گر حضور
میں بھی ہوں غم سے پائمال میری خبر بھی لیجیے

عمر تمام ہو گئی صبح سے شام ہو گئی
نکلی نہ حسرتِ وصال میری خبر بھی لیجیے

غم میں گھرا ہے بال بال دل میں ہیں سیکڑوں ملال
اب تو ہے زندگی وبال میری خبر بھی لیجیے

داغ جگر میں دل میں درد ضعف سے ہاتھ پاؤں سرد
جی ہے مرا بہت نڈھال میری خبر بھی لیجیے

نفس کے ہاتھ سے ہوں تنگ نہ ہے صلح روز جنگ
کرتا ہے بے چھری حلال میری خبر بھی لیجیے

کچھ تو ہو درد دل سے دور کچھ تو ہو راحت و سرور
رنج گھٹے مٹے ملال میری خبر بھی لیجیے

ہوں میں گناہوں کا مقر آنکھ جھکی ہے خم ہے سر
دیکھیے میرا انفعال میری خبر بھی لیجیے

داورِ حشر ہے رحیم آپ کی ذات ہے کریم
مجھ سے ہو جس گھڑی سوال میری خبر بھی لیجیے

سخت ہے نزع کی گھڑی منزلِ گور ہے کڑی
ہے یہی آخری سوال میری خبر بھی لیجیے

آپ ہیں شافعِ امم عام ہے آپ کا کرم
میں ہوں بہت شکستہ حال میری خبر بھی لیجیے

سب کی تو لیتے ہیں خبر میری طرف نہیں نظر
مجکو ہے سخت انفعال میری خبر بھی لیجیے

گم ہیں حواس وقتِ اخیر کہتا ہے بار بار امیر
بے خبری ہے اب کمال میری خبر بھی لیجیے

حشر میں دن عمل کا مجھے کھٹکا کیا ہے
احمدِ پاک ہیں پلّے پہ تو پروا کیا ہے

آنکھ جب عارضِ روشن کی ثنا کرتی ہے
دل یہ کہتا ہے کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے

بے حجابانہ اٹھا دو رخِ روشن سے نقاب
دل میں جب آئے تو پھر آنکھ سے پردا کیا ہے

میں تو کہتا ہوں کہ پردے میں ہے احمد کے احد
اور یہہ بھی جو نہیں ہے تو پھر اچھا کیا ہے

ہند سے مجکو مدینے میں بلا لیں سرکار
پھر یہہ میں عرض کرونگا کہ تمنا کیا ہے

وجد میں ہے کہ زیارت ہوئی روضے کی نصیب
لوٹتا ہے دلِ بیتاب تڑپتا کیا ہے

دیکھکر کہتے ہیں روضے کی جھلک حور و ملک
فرش پر عرش اُتر آیا ہے یہہ نقشا کیا ہے

دیر سے اُمتِ مرحومہ کھڑی روتی ہے
اب شفاعت میں توقف مرے مولا کیا ہے

گرمیٔ حسن سے رُخسار کی پھیلی ہے مہک
عطر ہے خلد کے پھولوں کا پسینا کیا ہے

درد اُٹھ اُٹھ کے مرے دل کو یہ سمجھاتا ہے
چل مدینے کو پہ چلیں ہند میں رکھا کیا ہے

نقل اُس مُہرِ نبوت کی یہہ ہاتھ آئی ہے
پوچھو موسیٰؑ سے حقیقت یدِ بیضا کیا ہے

دلِ حسرت زدہ گو ہے تو یہ حسرت باقی
پوچھ لیں آپ کبھی تیری تمنا کیا ہے

آپ عیسیٰ ہیں میں بیمار جو چاہیں سو کریں
میں سمجھتا نہیں حق میں مرے اچھا کیا ہے

خاص ملبوس اویس قرنیؓ نے پایا
دین اللہ کی ہے اس میں اجارا کیا ہے

نوکِ مژگانِ محمدؐ کا اگر دھیان نہیں
پھر یہہ رہ رہ کے کلیجے میں کھٹکتا کیا ہے

میری شہرت کا سبب مدحِ پیمبر ہے امیر
ورنہ اربابِ سخن میں مرا رتبا کیا ہے

دامن میں ترے گل بھی ہیں جنت کے ثمر بھی
اُو مالکِ فردوس برین کچھ تو اِدھر بھی

اُٹھ جائے کبھی آنکھ ترحم سے اِدھر بھی
بسمل نگہِ ناز کا دل بھی ہے جگر بھی

اِک خلق ترے فیض سے مقصود کو پہنچی
قرباں ترے اِک نگہِ ناز اِدھر بھی

پرتو سے ترے نور کے محروم نہ جائے
حاضر ہے تری بزم میں یہ شمعِ سحر بھی

ناسوت سے لاہوت تلک نور ہے تیرا
ہے ایک ہی جلوہ کہ اِدھر بھی ہے اُدھر بھی

آرام نہ گھر میں ہے نہ توشہ ہے کمر میں
دشوار اقامت بھی ہے مشکل ہے سفر بھی

ظاہر میں نہ طاقت ہے نہ باطن میں ہے قوت
ٹوٹا ہوا دل بھی ہے شکستہ ہے کمر بھی

ٹکراتا ہوں فرقت میں تری سر جو تڑپکر
دیوار بھی روتی ہے مرے حال پہ در بھی

فرقت میں تری کب سے ہے برباد مرا دل
آباد کرم سے ترے ہو جائے یہ گھر بھی

ہے چشمِ کرم سب کی طرف ساقیِ کوثر
مشتاق ہے اِک جام کا یہ تشنہ جگر بھی

دنیا سے تعلق کو ترا شوق مٹا دے
یہہ کیا ہے توجہ کہ اِدھر بھی ہے اُدھر بھی

اِک میں ہی نہیں چہرۂ پُرنور کے صدقے
خورشید بھی پھرتا ہے ترے گرد قمر بھی

نازک ہے بہت نزع کا وقت اے مرے مولیٰ
ہے بے خبری لیجیے اب میری خبر بھی

دنیا سے جو میں جاؤں تو یارب صفتِ حور
کھولے ہوئے آغوش ہو فردوس کا در بھی

ہو خاتمہ بالخیر مدینے میں الٰہی
چوکھٹ پہ ترے روضۂ اقدس کے ہو سر بھی

بیچارہ امیر اب ہے ترس کھانے کے قابل
ہے ضعفِ بصیرت بھی اُسے ضعفِ بصر بھی

ترا کرم جو شہِ ذی وقار ہو جائے
گدائے خاک نشیں تاجدار ہو جائے

ہوائے عشق سے دونی بہار ہو جائے
جگر بھی دل کی طرح داغدار ہو جائے

یہہ آرزو ہے کہ ہر عضو عشقِ احمدؐ میں
تڑپ تڑپ کے دلِ بیقرار ہو جائے

بہت ہی پیاری ہے نوک اُنکے تیرِ مژگاں کی
خدا کرے یہ کلیجے کے پار ہو جائے

یہاں تک اُس گلِ رخسار کا تصور ہو
ہر ایک سانس نسیمِ بہار ہو جائے

یہ مشتِ خاک بھی مشتاقِ پائمالی ہے
اِدھر بھی اک نظرِ شہسوار ہو جائے

مری حیات کی کشتی بھنور میں ہے دمِ نزع
لگا دو ہاتھ تو بیڑا یہ پار ہو جائے

بڑھے ہے جو رحم ترا سوئے اُمتِ عاصی
شریکِ رحمتِ پروردگار ہو جائے

پلاؤ خواب ہی میں آکے شربتِ دیدار
یونہیں علاجِ دلِ بیقرار ہو جائے

جو دیکھ پائے گلِ داغہائے عشقِ رسول
گلے کا ہار نسیمِ بہار ہو جائے

ہزاروں ایسے ہیں احساں کہ گرد پھر پھر کر
ہزار جان سے اُمت نثار ہو جائے

ہوائے عشق کا جھونکا کوئی چلے ایسا
کہ کھل کے پھول دلِ داغدار ہو جائے

کرشمے اُس کی کریمی کے دیکھنے ہوں اگر
گنہگار ذرا شرمسار ہو جائے

ادب جو روضۂ پُرنور کا اجازت دے
اُتر کے چاند چراغِ مزار ہو جائے

ہوائے عشق نے زنگ لائے پیری میں
کھلے یہ گل کہ خزاں میں بہار ہوجائے

تڑپ رہی ہے دمِ نزع روح دیکھ لو تم
کہ بیقرار کو دم بھر قرار ہوجائے

اٹھا دو محفلِ میلاد میں جو رخ سے نقاب
نثار شمع بھی پروانہ وار ہوجائے

وہ دیکھ لیتے ہیں ناکامِ عشق کو ہر بار
کہ دل شکستہ نہ امیدوار ہوجائے

لگائے سرمے کی جا اس کو حور آنکھوں میں
تری گلی میں جو پس کر غبار ہوجائے

رلاتے جوشِ محبت تو ایک ایک آنسو
چمک چمک کے جو دُرِ آبدار ہوجائے

غبار بھی جو مدینے کی راہ سے اٹھے
تو ابرِ رحمتِ پروردگار ہوجائے

حضورِ حشر میں ذوق افروز ہوں تو امیر
کرم ہے عام چلو بیڑا پار ہوجائے

## رباعیات

گذرے سرِ عرش جب جناب والا
اللہ رے شوقِ دید قدِ بالا
طوبیٰ نے یہ سر اٹھا کے حسرت سے کہا
مضمونِ قیامت گیا بالا بالا

## رباعی

دل بزمِ محبت میں ادیب اپنا ہے
عشاق ہیں کیا خوب نصیب اپنا ہے
سب عشق مجازی ہیں حقیقی ہے یہ عشق
اللہ کا محبوب حبیب اپنا ہے

## رباعی

ہوں دل سے فدائے رخِ نیکوئے نبی
یارب مری آنکھوں کو دکھا روئے نبی
سجدہ بھی کروں سندِ شفاعت کی بھی لوں
سر پاؤں پہ ہو ہاتھ میں گیسوئے نبی

## رباعی

احمد کو شرف خدا کے سر سے ملا
اعزاز سب انبیا کو احمد سے ملا
جاں بخشیِ عیسیٰ یدِ بیضائے کلیم
جو کچھ جس کو ملا محمد سے ملا

## رباعی

ہیں زیرِ مزار خوابِ راحت میں حضور — اب بھی ہے مگر فیض سے عالم معمور
یہ سرِ خفی ہے عین اعلانِ ظہور — فانوس میں شمع ساری محفل میں ہے نور

## رباعی

عیش آپ کی الفت میں فراواں پایا — بند آنکھ ہوئی روضۂ رضواں پایا
کیونکر نہ ہمیں داغِ محبت ہو عزیز — اِس پھول کے فیض سے گلستاں پایا

## رباعی

لکھا ہے مدینے کو محبت نامہ — آجائے گا آج کل عنایت نامہ
مر جاؤں اگر میں اُس کے آتے آتے — رکھ دو وہ مزار میں شہادت نامہ

## رباعی

ہے مدحتِ شہ وردِ زبانِ خامہ — ہے اور سے اور اب تو شانِ خامہ
برگِ شجرِ طور ضیا سے ہے ورق — ہے طور کا شعلہ کہ لسانِ خامہ

## رباعی

اعجاز بھری آنکھوں کا جلوہ دیکھوں — یا ناز بھرا قامتِ زیبا دیکھوں
سر تا بقدم حسن میں تو یکتا ہے — حیران ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

## رباعی

اس عشق سے خنداں گلِ امید ہوا — مرقد بھی مجھے روضۂ جاوید ہوا
اللہ رے یادِ روے حضرت کا اثر — ہر ذرہ مری خاک کا خورشید ہوا

## رباعی

مجرم جو مجھے حشر میں پائیں گے نبی — لب حرفِ شفاعت میں ہلائیں گے نبی
عاشق کہلائے میں جلوں دوزخ میں — بخشا ہے شرف تو بخشوائیں گے نبی

رباعی

جاؤں گا میں مجرم جو سوئے باغِ جناں
سب میری طرف دیکھ کے ہوں گے حیراں
پوچھیں گے جو قدسی تو کہے گا رضواں
بھیجا ہوا احمد کا یہ آیا ہے یہاں

رباعی

کیا عشقِ نبی میں ہم نے پایہ پایا
رحمت کا خطِ جبیں کو آیہ پایا
راحت ہوئی مرگ و زندگی میں حاصل
خورشید یہاں عدم میں سایہ پایا

رباعی

صد شکر کہ نزع میں بھی آئے حضرت
تشریف جنازے پہ بھی لائے حضرت
محفوظ عذابِ قبر سے ہوں میں کہ ہے
تعویذِ لحد کا نقشِ پائے حضرت

رباعی

جاری ہے زباں پر صفتِ شاہِ اُمم
لکھتا ہے قلم بھی یہی مدحت ہر دم
خالق نے کیا ہے فیضِ حضرت سے مجھے
اقلیمِ سخن میں صاحبِ سیف و قلم

رباعی

مقصود نہیں ہے چترِ شاہی میرا
مطلوب نہیں ہے کجکلاہی میرا
یا ختمِ رُسل زباں پہ ہو وقتِ اخیر
ہو خاتمہ بالخیر الٰہی میرا

رباعی

اے راہ روِ مرحلۂ صدق و صفا
یثرب کو رواں ہو خواہ سوئے بطحا
کعبہ ہے وہی روضۂ حضرت ہے وہی
رستہ ہے ایک کچھ ہے نیچا اونچا

رباعی

اعزازِ مدینہ شرفِ عرشِ عُلا
دانش کی ترازو میں جو اک دن تولا
پلّہ تو مدینے کا رہا روئے زمیں
اور پلّۂ عرش آسماں سے اونچا

## رباعی

مجرم ہوں گناہگار ہوں خاطی ہوں
ہاں ایک خیال ہے کہ خالق ہے کریم
کس منھ سے کہے امیرؔ مین ناجی ہوں
تم شافع عاصیاں ہو مین عاصی ہوں

## ترجیع بند بطور مناجات بحضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ

فکر بلند و قسمت کوتاہ المدد
غولوں کا خوف راہ میں جانکاہ المدد
منزل کڑی میں نابلد راہ المدد
خس پوش ہے ہر ایک قدم چاہ المدد

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

لٹکا ہوا ہوں چاہ میں مین مورد بلا
کھولے ہے چاہ میں دہن حرص اژدہا
اک رشتہ خام ہے وہ رسن جس مین ہوں بندھا
جلاد تیغ کھینچے لب چاہ ہے کھڑا

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

بدلی کبھی چھٹی جو الم کی تو پھر گھری
چکر دیے بھنور نے جو کشتی مری تری
سیدھی ابھی ہوئی تھی نہ قسمت کہ پھر پھری
پایا جو امن سیل سے برق بلا گری

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

بیدار ہو کے خواب سے ہر ایک صبحگاہ
شامت سے نفس شوم کی دن ہے شب سیاہ
ہوتے ہیں میرے دیدہ و دل مائل گناہ
ہر وقت وسوسے ہیں شیاطین کے سنگ راہ

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

خالی شر و فساد سے نیت بخیر ہے
رہتا ہوں پھیر میں کہ دو راہے کی حیر ہے

سائل خدا سے دل سوا امدادِ غیر ہے　　منھ کعبے کی طرف تو نگہ سوئے دَیر ہے

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

عارض وہ عارضہ کہ امیدِ شفا نہیں　　وہ درد لا دوا ہے کہ جس کی دوا نہیں
درپیش راہِ سخت کوئی رہنما نہیں　　منجدھار میں سفینہ ہے اور ناخدا نہیں

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

پھولوں سے دُور خار سے دامن قریب ہے　　بے بال و پر ہوں دام میں گلشن قریب ہے
منزل بہت بعید ہے رہزن قریب ہے　　جلاد سر پہ تیغ سے گردن قریب ہے

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

باغِ جہاں کا اور ہے کچھ اور رنگ ہے　　ہر موجۂ نسیم بہاری خدنگ ہے
دل باغباں کا غنچے کے مانند تنگ ہے　　بلبل کو آشیاں نہیں کام نہنگ ہے

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ابرِ سیہ سے سارا زمانہ سیاہ ہے　　بجلی وہ کوندتی ہے کہ خیرہ نگاہ ہے
اس میں یہ دل مسافرِ گم کردہ راہ ہے　　آندھی میں پڑ کے صورتِ طائر تباہ ہے

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ایسا تھکا کہ اب نہیں چلنے کا حوصلہ　　مدت ہوئی کہ چھوٹ گیا مجھ سے قافلہ
لنگر ہے میرے پانوں میں پڑ کر ہر آبلہ　　جادہ لپٹ لپٹ کے پہناتا ہے سلسلہ

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

دریا کا ہو ارادہ تو خوفِ نہنگ ہے
گلشن میں شاخیں تیر ہیں غنچہ تفنگ ہے
صحرا میں مجھکو دہشت گرگ و پلنگ ہے
نکلنا پہاڑ پر مری چھاتی پہ سنگ ہے

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

مانگوں دعا جو ابر کی پتھر برس پڑیں
پیکاں نجوم کے مرے سر پر برس پڑیں
شاخوں سے پھول چاہوں تو اخگر برس پڑیں
دیکھوں جو ماہِ نو کو تو خنجر برس پڑیں

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ہو جل کے خاک ہاتھ لگاؤں جو زر کو مین
حنظل صفت ہو تلخ چھوؤں جب ثمر کو مین
قطرہ بنے پگھل کے جو دیکھوں گہر کو مین
دوں داغ اک نگاہ میں شمس و قمر کو مین

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ہے شغل اشکِ گرم کا یا آہِ سرد کا
بلوہ ہے لشکرِ غم و اندوہ و درد کا
دہر فلک ہے عکس کے روے زرد کا
گھر ہو گیا مرا مجھے میدان نبرد کا

وقت مدد ہے المدد اے شاہِ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

مین اور ملک ہند میں در در پھروں خراب
دے دورِ آسماں مجھے چکر پھروں خراب
کاسہ لیے گدائی کا گھر گھر پھروں خراب
حامی ہو تم سا اور مین مضطر پھروں خراب

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد

آفت میں ہے یہ بندہ درگاہ المدد

اٹھا وہ دل میں درد کہ بجلی چمک گئی
نکلی جو آہ دل سے مرے تا فلک گئی

ٹپکا لہو جگر سے کہ رینی ٹپک گئی
فریاد کرتے کرتے زباں میری تھک گئی

وقت مدد ہے المدد اے شاہِ المدد
آفت میں ہے یہ بندہ درگاہ المدد

اٹکا ہوا ہے دم کہ دمِ احتضار ہے
آنسو رواں ہیں سینے میں دل بیقرار ہے

کس کشمکش میں آج مری جانِ زار ہے
آنکھیں پھری ہوئی ہیں دموں کا شمار ہے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندہ درگاہ المدد

تنہا نئے مکان میں مجھے بجت لائے ہیں
دونوں کنارے قبر کے پہلو دبائے ہیں

پھٹکے کھڑے ہوئے ہیں جو اپنے پرائے ہیں
وحشت کا ہے مقام نکیرین آئے ہیں

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندہ درگاہ المدد

گرمی وہ آفتابِ قیامت کی شعلہ بار
مینائے دل ادھر غمِ میزاں سے سنگسار

رعشہ بدن میں وحشتِ عصیاں سے بار بار
کھینچے ہوئے صراط ادھر تیغِ آبدار

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندہ درگاہ المدد

لغزش قدم میں دوری منزل کا سامنا
محشر میں ہر قدم رہے مشکل کا سامنا

تن رعشہ دار طوق و سلاسل کا سامنا
میں مجرم اور خسروِ عادل کا سامنا

وقت مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندہ درگاہ المدد

حامی ہو تم شفیع ہو تم مقتدا ہو تم
مختارِ کل ہو مالکِ روزِ جزا ہو تم
یاور ہو تم کریم ہو تم پیشوا ہو تم
رحمت کا ہے مقام کہ خاصِ خدا ہو تم

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہِ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

محشر کے دن عذاب خدا سے بچائیے
دنیا میں جب تلک میں رہوں کام آئیے
جنت دلائیے مجھے جنت دلائیے
دل ٹوٹتا ہے روضے پہ مجکو بلائیے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

ناشاد ہو رہا ہوں مجھے شاد کیجیے
کیونکر کہوں نہ آپ سے امداد کیجیے
ویران ہے ملکِ دل اسے آباد کیجیے
ایسا سخی ہے کون یہہ ارشاد کیجیے

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہ المدد
آفت میں ہے یہہ بندۂ درگاہ المدد

دنیا میں آسرا ہے تمہارا امیر کو
بس ہے تمہارا ایک اشارا امیر کو
عقبےٰ میں بھی یہی ہے سہارا امیر کو
محبوبِ حق بچا ؤ خدارا امیر کو

وقتِ مدد ہے المدد اے شاہِ المدد
آفت میں ہے یہ بندۂ درگاہ المدد

## ترجیع بند

پایا ہے کمال آپ سے عالی نسبی نے
معراج میں دکھلائی جھلک خوش لقبی نے
پایا ہے جمال آپ سے والا حسبی نے
خالق سے کہا شوق میں ہر ایک نبی نے

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ممکن نہیں تعریفِ شہِ جن و بشر کی
اس نام سے قوت ہے دل و جان و جگر کی
رونق ہے اسی نور سے اللہ کے گھر کی
جبریلؑ بھی کہہ اُٹھے جو سدرہ سے نظر کی

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

کیا بختِ اویس قرنی میں تھی رسائی
تھے اُس پہ فدا جس پہ تصدق تھی خدائی
تصویر جو نقاشِ ازل نے وہ دکھائی
بے ساختہ یہ بات لبِ شوق پہ آئی

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

اللہ کا محبوب ہے محبوب ہمارا
جو حسن میں ہے حضرتِ یوسفؑ سے بھی پیارا
قدسی بھی سرِ عرش جو کرتے ہیں نظارا
ہر ایک یہ ہر ایک سے کرتا ہے اشارا

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

سر تا بقدم حسنِ خدا ساز تو دیکھو
دل پستے ہیں حوروں کے یہ انداز تو دیکھو
اللہ بھی ہے شیفتہ یہ ناز تو دیکھو
اِس نرگسِ مستانہ کا اعجاز تو دیکھو

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

کیا بانکا عمامہ سرِ اقدس پہ بندھا ہے
کیسی تنِ پرنور میں پُر نور قبا ہے
ہے دامنِ رحمت جو سرِ دوش پڑا ہے
یہ ماہ لقا نور کے سانچے میں ڈھلا ہے

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

موسیٰ ہیں اگر جلوۂ رخسار پہ صدقے
عیسیٰ ہیں لبِ لعلِ شکر بار پہ صدقے

میں کیوں نہ ہوں پھر سید ابرار پہ صدقے — رفتار پہ قرباں تو گفتار کے صدقے

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی مطلبی نے

کیا سرمہ بھری آنکھیں ہیں بے سرمہ لگائے — آہو سے حرم سے کبھو نظارے کو آئے
ہمدرد ہوں میں آکے مرا درد بٹائے — میں اس سے کہوں شب مجھے یہ کہکے سنائے

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

حوروں میں ہے یہ شرم نہ پریوں میں شوخی — اس ناز اس انداز کی چتون نہیں دیکھی
شرمائے نہ کیوں دیکھ کے رخساروں کو بجلی — وہ نار ہے یہ نور خدا کی ہے تجلی

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ذرے ہیں نثار رخ خورشید درخشاں — وصل مہ تاباں کا جگر و دل کو ہے ارماں
مردے لب جاں بخش مسیحا پہ ہیں قرباں — عاشق کوئی یوسف پہ کوئی محو سلیماں

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جب عرصۂ محشر میں بہم خلق ہو ساری — اور آئے شفاعت کو محمدؐ کی سواری
ہے میری دعا یہ کہ جب آئے مری باری — اس وقت زباں پر مری یہ شور ہو جاری

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ہے عام نگاہ کرم و مہر و عنایت — دشمن پہ بھی ہے لطف یہ ہے خلق کی عادت
بے شبہ کہ یہ ذات ہے اللہ کی رحمت — سیرت کہیں اس طرح کی دیکھی نہ ہے نہ صورت

دل کو مرے تسخیر کیا اِس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

قسمت جو مدینے کی دکھا دے در و دیوار
رگڑوں درِ دولت پہ جبیں شوق سے ہر بار
گرد اُس کے پھروں صفتِ حلقۂ پرکار
پوچھیں جو مجاور تو کروں اُن سے یہ اظہار

دل کو مرے تسخیر کیا اِس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

اب زیست ہے جب تک یہی میرا ہے ٹھکانا
دولت ہے یہ میری یہی میرا ہے خزانہ
بیٹھا ہوں یہیں جم کر کہیں آنا ہے نہ جانا
جاؤں نہ کسی طرح بلائے جو زمانا

دل کو مرے تسخیر کیا اِس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

پابند رہوں سلسلۂ زلفِ رسا میں
دیکھوں رُخِ توحید کو چہرے کی ضیا میں
دل آئنہ ہو انجمنِ صدق و صفا میں
یہ زمزمے کرتا رہوں درگاہِ خدا میں

دل کو مرے تسخیر کیا اِس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جس دن کہ امیر آئے نظر صبحِ قیامت
پوچھیں جو ملک مجھ سے کہ تو کس کی ہے اُمت
دیدار خدا کا ہو محمدؐ کی شفاعت
حسرت سے کہوں دیکھ کے میں جانبِ حضرت

دل کو مرے تسخیر کیا اِس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

## ترجیع بند

بزم ہے میلاد کی ہے ذکرِ خیر المرسلیں
خاص محبوبِ خدا شاہنشاہِ دنیا و دیں
مثل جس کا دونوں عالم میں نہیں کوئی کہیں
مومنو ہشیار ہو یہ وقت خاموشی نہیں

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

ہے شب معراج شاہ اولین و آخرین
سجدہ ہاے شکر میں رضوان رگڑتا ہے جبیں
ہر فلک ہے مست محو ناز ہے عرش برین
زمزمے فردوس میں کرتی ہیں حوران عین

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

جلوہ گر ہوتے ہیں اس محفل میں وہ عالیجناب
بھیجتا ہے جو سلام آپ اُسکو دیتے ہیں جواب
صف بصف جن و ملک آتے ہیں ہمراہ رکاب
اور جو پڑھتا ہے درود اُسکو تو بیحد ہے ثواب

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

مجلس میلاد میں ہے ذکر اوصاف جمیل
مومنو یہ بخشش عصیاں کی اچھی ہے سبیل
لاتے ہیں پیہم سلام حق تعالیٰ جبرئیل
چپ رہے جو نام حضرت پر بڑا ہے وہ بخیل

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

مظہر رحمت ہے وہ ذات مقدس بیگماں
حامی روز جزا ہے بادشاہ انس و جاں
ہے اُسی کے فضل سے قائم زمین و آسماں
ہم ہوں یا تم سب ہیں عاصی وہ شفیع عاصیاں

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

غنچے ہیں محو تبسم پھول ہیں سب خندہ زن
یاسمن سے یاسمیں اور یاسمیں سے یاسمن
کیا خوشی ہے آج کی شب مست ہے سارا چمن
با زبان حال ہر دم کہہ رہی ہے یہ سخن

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین

مصطفےٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

انجمن ہوگی چمن یادِ بہاری آتی ہے — اُمّت مرحومہ کی بخشش کی باری آتی ہے
دُور اوروں کا گیا باری تمہاری آتی ہے — ہوش میں آجاؤ حضرت کی سواری آتی ہے

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفےٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

خلق پر ماں باپ سے بڑھ کر ہیں حضرت مہرباں — دستگیرِ بیکساں ہیں چارہ بیچارگاں
یہہ مروت یہہ ترحم دوسرے میں ہے کہاں — چاہیئے تم کو بھی شکرِ لطف و جود و امتناں

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفےٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

تا کجا طول اب تمامی پر ہے نظمِ دلپذیر — جمع ہیں جتنے یہاں روشن دل و روشن ضمیر
دست بستہ سب کی خدمت میں ہے یہ عرضِ امیر — ہے وِرد اس وقت پڑھنا باعثِ اجرِ کثیر

سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفےٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

## مخمس در نعت بر غزل خواجہ حافظ شیراز علیہ الرحمہ

بیگساران ہی نعرۂ مستانہ زدند — طعنہ از بے خردی مردمِ بیگانہ زدند
گفت جبریلؑ کہ ایں زمزمہ بیجانہ زدند — دوش دیدم کہ ملائک درِ میخانہ زدند

گلِ آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

نورِ ذات اُس کا کہ تھا پردہ نشینِ لاہوت — ایک مدت وہ رہا رونقِ بزمِ جبروت
جب ہوا بڑھ کے وہاں سے مے جامِ ناسوت — ساکنانِ حرمِ ستر و عفافِ ملکوت

بامن راہ نشین سا غر مستانہ زدند

عشقِ محبوبِ خدا کا ہے خدا کی تائید — لمعۂ طور کی ہر چشم نہیں لائقِ دید

مجکو اس گنج کی اللہ نے بخشی ہے کلید
آسماں بار امانت نتواست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

قول سلطان رسالت سے ہیں واقف کہ دمہ
وا ہوئی ناخن عشاق سے محکم یہ گرہ
ایک فرقہ ہے بہتر میں فقط قابل رہ
جنگ ہفتاد و ملت ہمہ را عذر بنہ
چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یہ کہیں دل تھا کہیں پہلے پڑا تھا یہ فساد
کہ فقط بہر نبی ہیں یہ دو عالم ایجاد
اتفاق اس پہ ہوا اب کہ یہ ہے عین مراد
شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریاں رقص کناں ساغر شکرانہ زدند

بوالہوس انجمن عشق مجازی میں ہوں جمع
کب ہے ہر برق میں جو برق تجلی میں ہے لمع
ہم ہیں شیدائے نبی صاحب تاثیر ہیں دمع
آتش آں نیست کہ بر شعلہ او خندد شمع
آتش آنست کہ در خرمن پروانہ زدند

کب امیر اس نے کیے شعر سبک درج کتاب
کیوں نہ قائل ہوں کہ ایسا ہے کچھ اپنا بھی حساب
مدح خوان احمد مرسل کا رہا بہر ثواب
کس چو حافظ نہ کشود از رخ اندیشہ نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند

## مخمس دیگر در نعت سرور کائنات علیہ وآلہ الصلوٰۃ بر غزل حافظ شیراز

گوش کن گوش کہ بانگ جرسے مے آید
بہر جاں بخشیت آمادہ بسے مے آید
از پے داد رسی دادرسے مے آید
مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید
کہ ز انفاس خوشش بوئے کسے مے آید

تا بکے آہ و فغاں تا بکجا جوش و خروش
حال سن مجھسے کہ تسکین ہو تجھے کم ہو یہ جوش
صبر کر صبر بڑا صبر کا رتبہ ہے خموش
از غم و درد مکن نالہ و فریاد کہ دوش
دیدہ ام فالے و فریاد رسے مے آید

ہیں جگر سوختۂ عشقِ نبی پانچ نہ دس — کون اس سوزشِ قلبی سے نہیں گرم نفس
مجھ سے بہتیرے ہیں اس داغ کی جنکو ہے ہوس — زآتشِ وادیِ ایمن نہ منم خرم و بس

موسیٰ ایں جا بامیدِ قبسے مے آید

عرش سے بڑھ کے جو کی ختمِ رسل نے رہِ راست — رہے حیران ملک بات ہے یہ بے کم و کاست
کہا جبریلؑ نے عیسیٰؑ سے یہ حسبِ درخواست — کس ندانست کہ منزل گہِ مقصود کجاست

ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے مے آید

انبیا جن و ملک سب ہیں مدینے میں بہم — نسلِ آدم سے بھی ہیں اہلِ عرب اہلِ عجم
یا نبی سب پہ ہے لازم نظرِ فیض شیم — جرعۂ دہ کہ بہ میخانۂ اربابِ کرم

ہر حریفے ز پے ملتمسے مے آید

مٹ گئے شوقِ زیارت میں ملا گور و کفن — رہ گیا پر نہ گیا شغلِ فغان و شیون
اب جو پوچھے کوئی اُس سے تو کرے پاسِ سخن — خبرِ بلبلِ ایں باغ مپرسید کہ من

نالۂ مے شنوم کز قفسے مے آید

مرضِ عشقِ محمدؐ نے کیا یہ مجھے پست — تن میں ہے طاقتِ برخاست نہ یارائے نشست
اے صبا بہرِ خدا تو تو ہے احباب پرست — دوست را گر سرِ پرسیدنِ بیمارِ غم است

گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے مے آید

لطف معشوق کا عاشق پہ ہوتا ہے کہاں — خاصہ ہے یہ محمدؐ کا فدا ہوں دل و جاں
مہرباں مثلِ امیر ابنِ تقی بھی ہیں شاہِ زماں — یار دارد سرِ صیدِ دلِ حافظ یاراں

شاہبازے بشکارِ مگسے مے آید

## تضمینِ کلامِ جامی علیہ الرحمۃ در نعتِ نبویؐ

رو بدرگاہِ تو اے عالم پناہ آوردہ ام — چوں خطِ اعمالِ خود روئے سیاہ آوردہ ام
بہ چشمِ شرم آلودہ قلبِ عذر خواہ آوردہ ام — یا شفیع المذنبین بارِ گناہ آوردہ ام

برورت ایں بار با پشتِ دوتاہ آوردہ ام

نورِ رحمت سے ہوئی شام ایک عالم کی سحر　　ساری ظلمت دور ہو جائے ادھر بھی اک نظر
پیرِ عاصی ہوں ترحم چاہیے اس ضعف پر　　چشمِ رحمت برکشا موئے سفید ین نگر
گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

دور ہو نزدیک ہو اپنا ہو یا بیگانہ ہو　　پرورش منظور ہے رحمت سے سب کی آپ کو
کیا کروں ظاہر رفاقت یہ سخن ہے گوبگو　　آں نمی گویم کہ بودم سالہا در راہ تو
ہستم آں گمرہ کہ اکنوں رو براہ آوردہ ام

قلبِ محزوں چشمِ پرخوں اشکِ گرم و آہِ سرد　　سینۂ مجروح و دستِ رعشہ دار و روئے زرد
تیرگیِ غم پریشانیِ دل مانندِ گرد　　عجز و بے خویشی و درویشی و دلریشی و درد
ایں ہمہ بر دعویِ عشقت گواہ آوردہ ام

آسماں برگشتہ میرے خون کی پیاسی میں　　حرصِ دولت حرصِ زر باندھے ہوئے شمشیر کیں
دیدہ دل مائلِ حسنِ بتانِ نازنیں　　دیو رہزن در کمیں نفس و ہوا اعدائے دیں
زیں ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام

منفعل ہوں منفعل ہوں منفعل ہوں یا شہا　　لاتعد عصیاں معائب ہیں مرے بے انتہا
عذر بدتر جرم سے پر کیا کہوں اس کے سوا　　گرچہ روئے معذرت نگذاشت گستاخی مرا
کردہ گستاخی زبان عذر خواہ آوردہ ام

کیا کہے تم سے امیر تشنہ سیدانِ طبع　　جز متاعِ جرم کیا ہے مایۂ دکانِ طبع
مدتوں مانند جامی ہو کے سرگردانِ طبع　　بستہ ام بر یکدگر نخلے زخارستانِ طبع
سوئے فردوسِ بریں دستے گیاہ آوردہ ام

## دیگر مخمس بطورِ ترجیع بند

حقا قسیمِ کوثر و نار و جناں ہے تو　　مقصودِ آفرینشِ کون و مکاں ہے تو

مسند نشینِ انجمنِ کن فکاں ہے تو | مُہرِ قبول و خاتمِ پیغمبراں ہے تو
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مشہور ہے جو عرش جلو خانہ ہے ترا | کہتے ہیں لامکاں جسے کاشانہ ہے ترا
جو ہے پری جمال وہ دیوانہ ہے ترا | سدرہ پہ جبرئیلؑ بھی پروانہ ہے ترا
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خلقت ہے تیرے ہاتھ قضا تیرے ہاتھ ہے | مختار تو خدا کی رضا تیرے ہاتھ ہے
آفاق کی فنا و بقا تیرے ہاتھ ہے | سب کارگاہِ صنعِ خدا تیرے ہاتھ ہے
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خورشید و ماہ خلق ہوئے تیرے نور سے | کونین کا ظہور ہے تیرے ظہور سے
قبلِ آفرینشِ ملک و جن و حور سے | آیا ہے تو زمیں پہ بڑی راہِ دور سے
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جلوہ ترا تھا طور پہ جو آشکار تھا | موسیٰ ترے نظارے کا امیدوار تھا
جس باغ میں خلیلؑ تھے تو آبیار تھا | بیڑا تجھی سے نوحؑ کا طوفاں میں پار تھا
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خورشید جس کو کہتے ہیں وہ سایہ ہے ترا | نہ آسماں کہ منبرِ نہ پایہ ہے ترا
ادریسؑ کا کہاں ہے جو سرمایہ ہے ترا | قرآن و آلِ خلق میں سرمایہ ہے ترا
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جتنے ہیں پہلواں وہ تہِ دستِ بُرد ہیں | شیر دل سے بھی جری ترے لشکر کے گرد ہیں
تو صاف اور اہلِ صفا مثلِ دُرد ہیں | جتنے بزرگ ہیں وہ ترے آگے خرد ہیں
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تھے اہلِ کفر میں جو تہمتن کڑے کڑے | قسمت کو رو رہے ہیں وہ اپنی پڑے پڑے

گاڑا ہے سرکشوں کو زمیں میں کھڑے کھڑے — چھوٹوں سے چھوٹے ہیں ترے آگے بڑے بڑے

**بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر**

تو پہلے خلق بعد ترے انبیا ہوئے — جو انبیا کے بعد ہوئے اولیا ہوئے
جو اولیا کے بعد ہوئے اتقیا ہوئے — ان سب کو رتبے تیری بدولت عطا ہوئے

**بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر**

دیکھا جو چشم غور سے اے فخر کائنات — امکان کا وجوب کا مجمع ہے تیری ذات
تجھ میں ہیں وہ صفات جو خالق میں ہیں صفات — مدحت میں تیری اور تو بنتی نہیں ہے بات

**بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر**

تیری طرف رجوع نہیں کس رسول کی — الفت تری کلید ہے باب قبول کی
راحت رساں ہے ذات تری ہر ملول کی — حاجت نہیں ہے کچھ تری مدحت میں طول کی

**بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر**

دیوان کائنات میں تو انتخاب ہے — تجھ سا کہاں پیمبر صاحب کتاب ہے
ہر چند نعت حمد صفت بے حساب ہے — پر مختصر سی بات یہ لب لباب ہے

**بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر**

تعریف کا امیرؔ کہاں اختتام ہے — جتنا کوئی بیان کرے نا تمام ہے
پیش نظر جو رتبۂ خیر الانام ہے — ہر بار اپنے دل کا یہ تکیہ کلام ہے

**بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر**

## تضمین شعر صائبؔ

ہوئی جب آپ کے یاروں کو بیشتر سے خبر — کہ ہونگے راہی معراج شاہ جن و بشر
کیا سوال کہ ہم بھی ہوں ہمرکاب سفر — دیا جواب کہ کر دو اس شرف سے قطع نظر

**اگرچہ خوش نہ بود سیر بوستاں تنہا**

گرفتہ ایم اجازت ز باغباں تنہا

## تضمین شعر سعدی علیہ الرحمۃ

| | | | |
|---|---|---|---|
| حصل الشفا بخیالہ<br>نصبت لواء نوالہ | وصل الاسی بوصالہ<br>حمدت جمیع نعالہ | عذبت عیون مقالہ<br>شرف الثری بظلالہ | عظمت شئون جلالہ<br>سمک السما بنعالہ |
| | بلغ العلی بکمالہ<br>حسنت جمیع خصالہ | کشف الدجی بجمالہ<br>صلوا علیہ وآلہ | |
| گہر محیط عطاے رب<br>گل باغ نشو و نماے رب | قمر سماے سخاے رب<br>نگہ آشناے اداے رب | شجر ریاض رضاے رب<br>بکمال شوق لقاے رب | ثمر نہال ولاے رب<br>وہ ہماے اوج ہواے رب |
| | بلغ العلی بکمالہ<br>حسنت جمیع خصالہ | کشف الدجی بجمالہ<br>صلوا علیہ وآلہ | |
| شب جشن خالق بحر و بر<br>چمن جناں کے کھلے تھے در | جو طلب ہوئی تو بندھی کمر<br>لگے جھومنے شجر و ثمر | صف انبیا تھی ادھر ادھر<br>ہوے جبرئیل جو راہبر | وہ نجوم میں صفت قمر<br>تو سوار ہو کے براق پر |
| | بلغ العلی بکمالہ<br>حسنت جمیع خصالہ | کشف الدجی بجمالہ<br>صلوا علیہ وآلہ | |
| جو ادھر سے شوق لقا ہوا<br>الف ایک تھا نہ دوتا ہوا | تو ادھر سے شوق سوا ہوا<br>تھا اگرچہ سے بڑا ہوا | جو حجاب بن کے جدا ہوا<br>نہ کرو گمان کہ یہ کیا ہوا | وہی قطرہ عین بقا ہوا<br>سر عرش ہے یہ لکھا ہوا |
| | بلغ العلی بکمالہ<br>حسنت جمیع خصالہ | کشف الدجی بجمالہ<br>صلوا علیہ وآلہ | |
| کبھی کعبے شاہ زماں گئے<br>سر ہفت چرخ رواں گئے | سو چار سمت جہاں گئے<br>پے سیر ہشت جناں گئے | غرض اس سفر میں جہاں گئے<br>جو وہاں سے بڑھ کے وہاں گئے | ملک و نبی بھی وہاں گئے<br>رہے دنگ سب کہ کہاں گئے |
| | بلغ العلی بکمالہ | کشف الدجی بجمالہ | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | حسنت جمیع خصالہ | صلوا علیہ وآلہ | |
| ہوے آپ اصل بزم ہمو<br>رہی سب کے کانوں کو آرزو | وہ چمن کہ رنگ ہاں نہ بو<br>نہ سنی کسی نے وہ گفتگو | نبی و ملائک نیک خو<br>جو پھرے وہاں سے وہ سرخرو | رہے آستانے پہ سرفرو<br>یہی غلغلہ تھا ہر ایک سو |
| | بلغ العلی بکمالہ<br>حسنت جمیع خصالہ | کشف الدجی بجمالہ<br>صلوا علیہ وآلہ | |
| کیے خلق حق نے جو انبیا<br>نہ خلیل کا ہے چمن چھپا | انہیں ایک ایک شرف ملا<br>نہ نہاں ہے و نہ ذبیح کا | جو کلیم کو ید پر ضیا<br>مگر ان میں خاص ہیں مصطفیٰ | تو مسیح کو دم جاں فزا<br>کہ خدا نے آپ بلا لیا |
| | بلغ العلی بکمالہ<br>حسنت جمیع خصالہ | کشف الدجی بجمالہ<br>صلوا علیہ وآلہ | |
| وہ نسیم گلشن کن فکاں<br>وہ ہمائے فرق ہمیراں | وہ شمیم روضۂ جاوداں<br>وہ مسافر رہ لامکاں | وہ قمر خدم فلک آستاں<br>وہ ضیائے دیدۂ قدسیاں | وہ قضا علم و قدر نشاں<br>جو چلا کہاں سے گیا کہاں |
| | بلغ العلی بکمالہ<br>حسنت جمیع خصالہ | کشف الدجی بجمالہ<br>صلوا علیہ وآلہ | |
| وہی ختم صنع الٰہ ہے<br>وہی جن و انس کا شاہ ہے | وہی امتوں کی پناہ ہے<br>وہی خضر راہ رفاہ ہے | وہی شاد نجم سپاہ ہے<br>بہت اسکی شوکت و جاہ ہے | وہی فرق دیں پہ کلاہ ہے<br>یہ صفت شرف پہ گواہ ہے |
| | بلغ العلی بکمالہ<br>حسنت جمیع خصالہ | کشف الدجی بجمالہ<br>صلوا علیہ وآلہ | |
| یہ جہان دیار اسی کا ہے<br>قدم استوار اسی کا ہے | وہ جہان حصار اسی کا ہے<br>علم افتخار اسی کا ہے | ادھر اختیار اسی کا ہے<br>کرم اشتہار اسی کا ہے | ادھر اقتدار اسی کا ہے<br>شرف آشکار اسی کا ہے |
| | بلغ العلی بکمالہ<br>حسنت جمیع خصالہ | کشف الدجی بجمالہ<br>صلوا علیہ وآلہ | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| جو نبی ہیں انکے وہ ہیں معیں<br>سرِ عرش جا کے ہوئے مکیں | جو ولی ہیں انکے ہیں خوشہ چیں<br>فلک آستاں وہ شہِ دیں | وہی ثمرہ شجرِ یقیں<br>دمِ حشر شافعِ مذنبیں | وہی نو بہار ریاض ہیں<br>ہیں انبیا میں دُرِ ثمیں |
| | كشف الدجى بجماله<br>صلوا عليه وآله | بلغ العلى بكماله<br>حسنت جميع خصاله | |
| کرو یا ہے خاصِ خدا کرو<br>یہی نعت ورد پڑھا کرو | دل و جاں کو حرزِ ولا کرو<br>جو زباں ہے تو ثنا کرو | سینہ آئینے جلا کرو<br>یہی وردِ صبح و مسا کرو | ہیں قلبِ امیر طلا کرو<br>یہی نام منہ سے کیا کرو |
| | كشف الدجى بجماله<br>صلوا عليه وآله | بلغ العلى بكماله<br>حسنت جميع خصاله | |

## ترجیع بند قائلِ پیش خوانی در محفلِ میلادِ شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گردو خبر یہ محفلِ میلادِ شاہ ہے
امت چلے رسول کی یہ جلوہ گاہ ہے
یاں آمدِ جنابِ رسالت پناہ ہے
سیدھی یہی بہشت میں جانے کی راہ ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

جو عاشقانِ صورتِ خیر الانام ہیں
جو ذرہ ہائے مہرِ فلک احترام ہیں
جو طالبانِ جلوۂ ماہِ تمام ہیں
آئیں کہ دور میں مے الفت کے جام ہیں

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

در ہیں کشادہ رحمتِ ربِ کریم کے
خلعت بٹیں گے لطفِ خدائے رحیم کے
ہیں عطر بار باغ میں جھونکے نسیم کے
تقسیم ہونگے ہار ثوابِ عظیم کے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

آراستہ مکاں ہے جلوسِ شہانہ ہے ۔ رحمت ہے فرش ظلِ خدا شامیانہ ہے
ساماں نئے نئے ہیں نیا کارخانہ ہے ۔ مسند بچھی ہے آمدِ شاہِ زمانہ ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

کیا بزم ہے کہ بزم نشیں ہیں فرشتہ وش ۔ ہوں گرم اہتمام میں اس پر کلیمِ عرش
گرمی جو ہو ذرا دمِ عیسیٰ ہو بادکش ۔ پانی پلائیں خضر دمِ شدتِ عطش

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

آتے جو آنے والوں کو پاتے ہیں جبرئیلؑ ۔ خود جا کے در تلک انھیں لاتے ہیں جبرئیلؑ
رتبہ برتبہ سب کو بٹھاتے ہیں جبرئیلؑ ۔ موقع سے کیا صفوں کو جماتے ہیں جبرئیلؑ

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

اس بزم کی جو مشرق و مغرب میں ہے خبر ۔ ارواحِ انبیائے سلف کا ہے یاں گذر
الیاسؑ بر سے بحر سے خضرؑ آئے ہیں ادھر ۔ رونق فزا ہیں چرخ سے عیسیٰؑ زمین پر

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

آئیں شتاب یوسفِؑ کنعاں کو دو خبر ۔ محفل میں ہوں شریک سلیمانؑ کو خبر دو
یعقوبؑ و نوحؑ و آدمؑ ذیشاں کو دو خبر ۔ تشریف لائیں موسیٰؑ عمران کو دو خبر

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

جن کوہِ قاف سے تو جہاں سے ملک چلے ۔ آنکھوں سے انجم و مہ و مہر و فلک چلے

بحرِ رواں سے مردمِ آبی تلک چلے ۔ جتنے تھے وحش وطیر وہ سب مشترک چلے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

اس بزم میں جو شوق سے آئیں خوشا نصیب ۔ کانوں کے پردے دَر سے لگائیں خوشا نصیب
خاموش بیٹھیں سر نہ ہلائیں خوشا نصیب ۔ اعجازِ حسن کے لطف اُٹھائیں خوشا نصیب

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

لو آمدِ حبیبِ خدائے قدیر ہے ۔ آتا ہے آج وہ جو بشیر و نذیر ہے
آتا ہے وہ جو صاحبِ تاج و سریر ہے ۔ رونق فزا ہے خلق کا جو دستگیر ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

ہر دم جو اثر دحامِ خلائق دوچند ہے ۔ بس کر امیرؔ ختمِ سخن دل پسند ہے
اُس کا سلام ہو گا جو اقبال مند ہے ۔ مولود آگے ہو گا یہہ ترجیع بند ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

## ترجیع بند درِ نعت

اے ختمِ رسل حبیبِ داور ۔ مختارِ جناں شفیعِ محشر
تیرے لیے ہے بنائے جنت ۔ بخشا تجھے حق نے حوضِ کوثر
اُمّی لقب و صحیفۂ دل ۔ مجموعۂ صد ہزار دفتر
انگشت وہ تیغِ تیز جس سے ۔ دو ٹکڑے ہوا قمر برابر
اوّل ہوئی تیری خلقتِ نور ۔ آخر میں ہوا ظہورِ اظہر

تو خلق ہوا تو سب ہوے خلق | افلاک و زمین و ہفت اختر
ممتاز ہوے ترے سبب سے | تھے صاحبِ عزم جو پیمبر
مشتاق ترا ہے سب زمانہ | محکوم ترے ہیں ہفت کشور
مین بھی ہوں اویسؒ کی طرح سے | وابستۂ گیسوِ معنبر

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

آدم کا یہہ قول ہے مین کیا ہوں | اک لمعۂ نورِ مصطفےٰ ہوں
کہتے ہیں یہہ نوحؑ مالکِ احمدؐ | کشتی کا مین ایک ناخدا ہوں
ثابت قدم اس سخن میں ہیں خضرؑ | حضرتؐ کے سبب مین رہنما ہوں
ہے ناز خلیلؑ کو بھی اسپر | گلچینِ ریاضِ اقتدا ہوں
فخریہ ہے یہ کلامِ یوسفؑ | مین بندۂ ختمِ انبیا ہوں
کہتے ہیں یہ تختِ پر سلیمانؑ | مین بھی تہ سایۂ لوا ہوں
فرماتے ہیں یہہ جنابِ موسیٰؑ | دربان ہوں کہ صاحبِ عصا ہوں
یہہ لوگ تو کیا خدا کا ہے قول | محبوب کا طالبِ رضا ہوں
شاہا ہے یہہ بات عقل سے دور | یہ سب تجھے چاہیں مین نہ چاہوں

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

پیدا انہوا قبل نور تیرا | آخر میں ہوا ظہور تیرا
ہیں پانچ اصول پنج نوبت | آوازہ ہے دُور دُور تیرا
انسان تو کیا کہ لاے ایمان | سنگ و شجر و طیور تیرا
ہے جلوہ نما تجلی حق | روضہ ہے کہ کوہِ طور تیرا

داؤد سے تو کہیں ہے افضل
قرآن ہے بہ از زبور تیرا
ہر نقشِ قدم ہے وقتِ رفتار
غیرت دہ روئے حور تیرا
روشن ہے وہ کہکشاں سے بڑھکر
جس راہ سے ہے مرور تیرا
بیتاب ہے یا رسول اکرمؐ
یہہ عاشقِ ناصبور تیرا
آنکھیں دیدار کو نہ ترسیں
ہو جلوہ نما جو نور تیرا

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

محبوب خدا ترا لقب ہے
تو عمدۂ بارگاہِ رب ہے
موسیٰؑ عیسیٰؑ خضرؑ سلیمانؑ
تیری سی صفت کسی میں کب ہے
جو اہلِ صفا کا ہے مرقع
نقشہ ترا اس میں منتخب ہے
کیا رات کو روشنی کی حاجت
رخسار چراغِ وقتِ شب ہے
حقا کہ تری ولاے کامل
عالم کی نجات کا سبب ہے
تائیدِ خدا سپر ہے تیری
کیا تیغِ عنادِ بولہب ہے
روشن ہے وہ خاتمِ نبوت
مہرِ عجم و مہِ عرب ہے
جبریلؑ براق لاکے بولے
یا ختمِ رسل چلو طلب ہے
بولا یہہ براق بھی ہو راکب
مشتاقِ لقا جنابِ رب ہے

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

راہی ہوے سرورِ دو عالم
خورشید علم ستارہ پرچم
جبریلؑ رکاب میں شتاباں
پرواز میں مرکبِ صبا دم
آئے سوے کعبہ قبلۂ دیں
دونی ہوئی آبروے زمزم

کعبے سے جو بڑھ چلی سواری
دیکھی جب دور سے سواری
وہ پیشِ نماز مقتدی سب
اُس جا سے کیا جو قصدِ افلاک
کرسی پہ گئے جنابِ والا
پہنچے جو قریبِ عرش حضرتؐ

اقصا میں تھے انبیا فراہم
تسلیم کو گردنیں ہوئیں خم
یعقوبؑ و خلیلؑ و نوحؑ و آدمؑ
پایا انجم نے فیضِ مقدم
بولے ملک آج خوش ہوئے ہم
آئی یہہ صداے عرشِ اعظم

گر بر سر و چشمِ من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

دعوت میں عجیب رتبہ پایا
کیا بزم تھی بزمِ لامکانی
بیگانہ دوئی سے بزمِ وحدت
چیدہ جو ہوا طعامِ دعوت
طعمِ نمکیں و اکلِ شیریں
بے فاصلہ میزبان و مہماں
تحریکِ زباں نہ جنبشِ لب
خود ناز گو ناز سے حکایت
کم کی جو ادب نے گرم جوشی

کیا کیا ہوے کشمکش ہدایا
جس بزم میں نور تھا نہ سایا
اپنا تھا نہ اس جگہ پرایا
تنہا نہیں میہماں نے کھایا
اوروں کے لیے بھی ساتھ لایا
کیا قرب نے بُعد کو مٹایا
کچھ حال سُنا تو کچھ سُنایا
خود شوق کو شوق سے کنایا
کہہ کہہ کے یہہ شوق مسکرایا

گر بر سر و چشمِ من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

کیا کوئی کرے ثناے احمدؐ
کیا رتبہ ملا کہ مثلِ نعلین

مداح ہے خود خداے احمدؐ
کونین ہیں زیرِ پاے احمدؐ

داخل ہوئے قصرِ لامکاں میں
اللہ رے ارتقائے احمدؐ

تھے اور بھی انبیا اولوالعزم
پائی نہ کسی نے جائے احمدؐ

ہرچند ہیں سب رسول مقبول
محبوب نہیں سوائے احمدؐ

دیتے ہیں وہ سنگ کے عوض دُر
دشمن پہ بھی ہے سخائے احمدؐ

بیشک وہ ہے سنگ سنگِ اسود
جس پر کہ ہے نقشِ پائے احمدؐ

جو خاص ہیں عاشقانِ حضرتؐ
چلتے نہیں بے رضائے احمدؐ

ہوتا ہے جو شوق دل میں غالب
کہتے ہیں یہ مبتلائے احمدؐ

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

اے نازفروشِ بزمِ امکاں
اے حلقہ بگوش حکم یزداں

گر کعبۂ رُخ کو تیرے دیکھے
ہو دہر میں برہمن مسلماں

دیوانہ ہوا ہے شوق میں ہے
گل چاک کرے نہ کیوں گریباں

لالے کا ہے داغ داغ سینہ
سنبل کا ہے تار تار داماں

ہر گل ہمہ تن ہے دیدۂ شوق
گلشن ہے تمام نرگستاں

قد تیرا لوائے حسن و خوبی
ہر چشم ہیں وہ گیسو پریشاں

جانِ دو جہاں فدا ہے تجھ پر
قرباں ہیں ملک نثار انساں

ہے قول امیرؔ کا یہ ہر دم
تو صورتِ زلف و مثلِ مژگاں

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

## مخمس نعتیہ بر قصیدۂ مولوی محمد محسن کاکوروی

ہے بسم اللہ آزادی ہوس پر تاج ہے مد کا
الف آوارگی کا راست نقشہ ہے مرے قد کا